سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین
Faizan-e-Madina
Monthly Magazine
رنگین شمارہ
ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
نومبر 2024ء / جُمادَی الاُولیٰ 1446ھ
(دعوتِ اسلامی)

کینسر کا دَم

یَا رَقِیْبُ

سات دن تک روزانہ باوُضو یَا رَقِیْبُ 100 بار (اوّل آخر 11 بار دُرُود شریف) پڑھ کر کینسر کے مریض پر دَم کیجئے، اگر زخم ہو تو اُس پر بھی دَم کیجئے اگر کینسر کا زخم جسم کے اندرونی حصّے یا پردے کی جگہ ہو تو زخم کی جگہ پر کپڑے کے اوپر دم کر دیجئے۔ اگر جسم کے باہَر زخم ہے تو سَرسوں کے تیل پر بھی دَم کر دیجئے اور وہ تیل مریض زخم پر لگاتا رہے، اِنْ شَآءَ اللہ زخم صحیح ہو جائے گا اور کینسر دور ہو گا۔ (بیمار عابد، ص40)

(نوٹ: ہر علاج اپنے طبیب کے مشورے سے کیجئے۔)

کیا آپ کے بچے کا ذہن کمزور ہے؟

"یَاعَلِیْمُ" 7 بار اور ہر بار بِسْمِ اللہ کے ساتھ 21 مرتبہ "سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ" پڑھ کر پانی پر دَم کر کے جس بچّے یا بڑے کا حافِظہ کمزور ہو اُس کو پلائیے۔ اِنْ شَآءَ اللہ حافِظہ مضبوط ہو جائے گا۔ (بیمار عابد، ص42)

موذی امراض سے حفاظت کا روحانی نسخہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

76 بار کاغذ وغیرہ پر لکھ یا لکھوا کر آبِ زم زم شریف سے دھو کر پینے والا اِنْ شَآءَ اللہ موذی امراض سے محفوظ رہے گا۔

(بیمار عابد، ص37)

کیا آپ کاروبار کی وجہ سے پریشان ہیں؟

جو شخص بِلاناغہ روزانہ 786 بار سات دن تک پوری بِسْمِ اللہ شریف پڑھے، اور اوّل آخر ایک بار دُرُود شریف بھی پڑھے، تو اِنْ شَآءَ اللہ اس کی ہر حاجت پوری ہو گی، اب وہ حاجت چاہے کسی بھلائی کے پانے کی ہو یا بُرائی دور ہونے کی یا کاروبار چلنے کی۔ (فیضان بسم اللہ، ص134 ملخصاً)

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

ماہنامہ

رنگین شمارہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

نومبر 2024ء / جُمادَی الاُولیٰ 1446ھ

جلد: 8 شمارہ: 11

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت، شاہ
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت
علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لئے

+9221111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

- قیمت رنگین شمارہ: 200 روپے سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات رنگین شمارہ: 3500 روپے سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card) رنگین شمارہ: 2400 روپے سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مُردہ دِلی کے اسباب و کیفیات

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مَدَنی*

کتابِ ہدایت قراٰنِ مجید، برھانِ رشید میں دل کی جو حالتیں بیان ہوئی ہیں، ان میں سے قلبِ سلیم کے اوصاف و کیفیات پچھلے ماہ کے شمارے میں ذکر کی گئیں، ذیل میں قلبِ میت کی کیفیات ملاحظہ کیجئے:

قلبِ میت

میت مُردے کو کہتے ہیں۔ قلبِ میّت اس دل کو کہتے ہیں جو اپنے ربّ، خالق و مالک، رازق و معبود کو نہ پہچانتا ہو، جو نہ تو خالق و مالک کی عبادت کرے اور نہ ہی اس کے حکم پر عمل کرے اور نہ ہی اس کے ممنوعات سے باز آئے۔ نفسانی خواہشات کے پیچھے چلے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر غیر کی عبادت کرے۔

قراٰنِ کریم میں دلوں کے مُردہ پَن کو مختلف کیفیات و اوصاف سے بیان کیا گیا ہے اور ان کے اسباب بھی بتائے گئے ہیں جیسا کہ

مُہر کئے ہوئے دل

بعض دِل وہ ہیں کہ جن پر ان کی ہٹ دھرمی، نافرمانی اور سرکشی کے باعث مہر کر دی گئی کہ اب وہ حق بات سمجھ ہی نہیں سکتے، جیسا کہ یہودیوں کے بارے میں فرمایا گیا: ﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌؕ-بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا(۱۵۵)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: تو ان کی کیسی بدعہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لیے کہ وہ آیاتِ الٰہی کے منکر ہوئے اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔[1]

اسی طرح جن قوموں نے اپنے انبیاء علیہمُ السّلام کی لائی ہوئی نشانیوں اور کتابوں کو جھٹلایا اور نافرمانی میں حد سے بڑھے۔[2] غزوۂ تبوک کے موقع پر جہاد سے جان چھڑانے والے منافقین،[3] ایمان لانے کے بعد پھر دنیا کے لالچ، بری صحبت یا کسی بھی وجہ سے ایمان چھوڑ دینے والے،[4] انبیاء علیہمُ السّلام کو مَعاذَ اللہ باطل پر کہنے والے۔[5] اللہ ربُّ العزّت کی آیات کے خلاف جھگڑنے اور تکبر و سرکشی کرنے والے،[6] رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک خطبہ و وعظ توجہ سے نہ سننے اور بعد میں صحابہ کے سامنے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

مسخری کرنے والے منافقین،[7] اور اپنی نفسانی خواہشات کو ہی اپنا خدا ٹھہرانے والے[8] بدنصیبوں کے دلوں پر اللہ ربُّ العزت نے مہر کر دی۔

قلبِ قاسی یعنی سخت دِل

بعض وہ دل ہیں کہ جو حق کی مخالفت کے باعث سخت ہوگئے، قراٰنِ کریم میں قساوتِ قلبی کے مختلف اسباب بیان ہوئے ہیں جیسا کہ یہود نے ایک قتل کیا اور اس کا الزام ایک دوسرے پر لگانے لگے اور حق کے خلاف چلنے لگے، ان کے دل پتھر کی طرح سخت ہوگئے۔[9]

اسی طرح بعض امتوں میں اللہ کی طرف سے آزمائش و سختی آنے پر بھی عاجزی ورجوع کا راستہ اختیار نہ کرنے والوں کے دل سخت ہوگئے اور پھر ان پر اچانک عذاب آیا۔[10]

اسی طرح یہود و نصاریٰ کی طرف آنے والے انبیائے کرام علیہمُ السّلام کو گزرے مدت ہوگئی تو وہ ان کی تعلیمات سے دور ہو گئے جس کے سبب ان کے دل سخت ہوگئے۔[11]

اسی طرح جنہوں نے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑا اور آسمانی کتابوں میں تحریف کی تو ان پر اللہ کی لعنت ہوئی اور ان کے دل سخت کر دیے گئے۔[12]

اسی طرح وہ دل جو اللہ کی یاد کی طرف نہ آئے اور سخت ہوگئے ان کی خرابی کو بیان کیا گیا ہے۔[13]

قلبِ مقفل یعنی تالا لگا دل

قراٰنِ کریم اللہ ربّ العزّت کی کتاب اور ہمارے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے، ربِّ کریم نے کثیر مقامات پر اس میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے اور جو قراٰن میں غور نہیں کرتے اور اپنی ہٹ دھرمی، کفر، شرک اور مخالفتِ حق پر اڑے رہتے ہیں ان کے دلوں کو قفل زدہ فرمایا گیا۔ چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا(۲۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعضے دلوں پر اُن کے قفل لگے ہیں۔[14]

قلبِ مُغَلَّف یعنی غلاف دار دِل

غلاف دار دل اسے کہتے ہیں جس دل پر نافرمانی، سرکشی، بدعہدی، تکبر اور دیگر رذائل کے سبب پردہ آگیا ہو، اب اُس دل تک حق بات کا اثر نہیں پہنچتا۔ قراٰنِ کریم میں کئی مقامات پر اس کا ذکر ہے۔

عقیدۂ آخرت توحید و رسالت کی طرح اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، قراٰنِ کریم میں اس کا بہت کثرت سے بیان ہے، جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اللہ کریم نے ان سے تلاوتِ قراٰن کی تاثیر کو بھی دور کر دیا اور ان کے دلوں پر غلاف یعنی پردہ ڈال دیا اور اپنے حبیب سے فرمایا کہ ”اے محبوب تم نے قرآن پڑھا ہم نے تم پر اور ان میں کہ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک چھپا ہوا پردہ کر دیا اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیئے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں“۔[15]

وہ لوگ جنہیں قراٰنی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے اور ایک اللہ وَحدَہٗ لَاشریک کی طرف بلایا جاتا ہے لیکن وہ اس سے منہ پھیرتے ہیں، قراٰنِ کریم نے انہیں ظالم قرار دیا اور اللہ کریم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیا، ایسے لوگ کبھی بھی ہدایت نہیں پاسکتے۔[16]

کچھ بدبخت وہ تھے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زبان سے قراٰنِ مجید سنتے، اس کے حق ہونے کا معلوم ہونے کے باوجود عناد میں مخالفت کرتے، اللہ کریم نے ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیا کہ وہ اس کے اثر اور ہدایت سے دور ہوگئے۔[17]

یہود اسلام کے اس قدر خلاف تھے کہ جب انہیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم راہِ ہدایت کی طرف بلاتے تو وہ خود کہتے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں، اللہ کریم نے ان کے اس کفر کے سبب ان پر لعنت کی اور دلوں پر غلاف پکّے ہوگئے۔[18]

زنگ آلود دِل

زنگ آلود دِل بھی مُردہ دلوں میں شمار ہوتا ہے۔ آخرت کے منکرین کے سامنے جب قراٰنی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ انہیں مَعاذَ اللہ پہلے لوگوں کی کہانیاں کہہ کر مذاق بناتے ہیں تو اللہ ربُّ العزّت نے اُن کے دلوں پر زنگ چڑھادیا۔[19]

قلبِ مرعوب یعنی رُعب زَدہ دِل

مُردہ دلوں کی ایک قسم وہ ہے جن پر اللہ کریم نے رُعب ڈال دیا، یہ دو طرح کے لوگ ہیں، ایک وہ جو شرک کی نحوست میں گرفتار ہوئے اور دوسرے وہ اہلِ کتاب جنہوں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رسالت کو نہ مانا، یہ دونوں گروہ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خلاف محاذ آرائی پر آئے تو اللہ رب العزّت نے ان کے دلوں پر رعب طاری کر دیا۔ اسی طرح مشرکین کے دل اللہ رب العزّت کے ذکر کے وقت سکڑنے لگتے ہیں۔[20]

ناسمجھ دل

کفر کی اندھیریوں میں ڈوبے ہوئے ایسے بدنصیب بھی ہیں کہ جن کے دل تو ہیں لیکن وہ سمجھ بوجھ سے قاصر ہیں، ایسوں کو قراٰنِ کریم نے جانوروں سے بدتر فرمایا ہے۔[21]

اندھے دل

دنیا میں ہر طرف قدرتِ الٰہی کے بے شمار نظائر دیکھنے کے باوجود جو لوگ ربّ العزّت کی وحدانیت کے منکر ہیں، ان کے دل صرف بے عقل نہیں بلکہ اندھے ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ”آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں“۔[22]

حق سے پھرے ہوئے دل

جو بدنصیب اللہ کا کلامِ پاک نازل ہونے پر بجائے اسے سننے اور سمجھنے کے آپس میں سرگوشیاں کرتے اور قراٰنِ کریم سے منہ پھیر لیتے تھے، اللہ کریم نے ان کے دلوں کو ہی حق سے پھیر دیا اور ایسا پھیرا کہ وہ حق بات سمجھ ہی نہیں سکتے۔[23]

نفاق بھرے دل

منافقین جو کہ مسلمانوں کو دھوکا بھی دیتے تھے اور ٹھٹّھا بھی کرتے تھے، لیکن حالت یہ تھی کہ ڈرتے بھی رہتے کہ کہیں قراٰن کی کوئی سورت ان کے بارے میں نہ آجائے، ربّ کریم نے ان کی سب اصلیت اپنے حبیب کو بتادی اور ان کے دلوں میں قیامت تک کے لئے نفاق بھر دیا گیا۔[24]

غیر متحد دل

کافروں کے دلوں کی ایک کیفیت یہ ہے کہ وہ آپس میں ہی غیر متحد ہیں، اہلِ ایمان کو کفار کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ”یہ سب مل کر بھی تم سے نہ لڑیں گے مگر قلعہ بند شہروں میں یا دُھسوں (دیواروں) کے پیچھے آپس میں ان کی آنچ سخت ہے تم انہیں ایک جتھا (جماعت) سمجھو گے اور ان کے دل الگ الگ ہیں یہ اس لئے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں۔“[25]

محترم قارئین! قراٰنِ کریم سے کفار، مشرکین اور منافقین کے دلوں کی کیفیات کا کچھ حصہ بیان کیا گیا ہے، ہمیں چاہئے کہ ان تمام باتوں، اعمال، نظریات اور اعتقادات سے دور رہیں جو دلوں کے مُردہ ہونے کا سبب بنتے ہیں۔

اللہ ربّ العزّت ہمیں قراٰنِ کریم کی غور اور تفکر کے ساتھ تلاوت کرنے اور اس کے پیغام کو عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ6، النسآء:155 (2) پ11، یونس:74 (3) پ10، التوبۃ:93 (4) پ14، النحل:106 تا108 (5) پ21، الروم:58، 59 (6) پ24، المؤمن:35 (7) پ26، محمد:16 (8) پ25، الجاثیۃ:23 (9) پ1، البقرۃ:72 تا74 (10) پ7، الانعام: 42 تا44 (11) پ27، الحدید:16 (12) پ6، المآئدۃ:13 (13) پ23، الزمر: 22 (14) پ26، محمد:24 (15) پ15، بنی اسرآءیل: 45، 46 (16) پ15، الکہف:57 (17) پ7، الانعام:25 (18) پ6، النسآء:155-پ24، حمٓ السجدۃ: 5-پ1، البقرۃ:88 (19) پ30، المطففین:13، 14 (20) پ4، اٰل عمرٰن:151-پ9، الانفال:10 تا12-پ22، الاحزاب:26-پ28، الحشر:2-پ23، الزمر:45 (21) پ9، الاعراف:179 (22) پ17، الحج:46 (23) پ11، التوبۃ:127 (24) پ11، التوبۃ:77 (25) پ28، الحشر:14۔

لو مدینے کا پھول لایا ہوں   میں حدیثِ رسول لایا ہوں
(از امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ)

تنگدستوں پر آسانی کرو

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

مسلم شریف میں ہے: خاتَمُ النّبیین جنابِ رحمۃ للعالمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔[1]

لفظی ترجمہ: مَنْ يَسَّرَ جو آسانی پیدا کرے، عَلٰى مُعْسِرٍ تنگی والے پر، يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ آسانی دے گا اللہ اسے، فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ دنیا اور آخرت میں۔

بامحاورہ ترجمہ: جو کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرے گا، اللہ پاک اس کے لئے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا کرے گا۔

شرحِ حدیث

اس حدیث پاک میں بنیادی طور پر (Basically) دو باتوں کا بیان ہے:

1. تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرنے کا
2. آسانی پیدا کرنے والے کو ملنے والے انعام کا

ہم ان دونوں کو الگ الگ تفصیل سے بیان کرتے ہیں؛

تنگ دست (Poor) سے مراد وہ شخص ہے جو قرض کی ادائیگی یا اپنی غریبی وغیرہ کی وجہ سے پریشان ہو، علامہ عبد الرؤف مناوی، علامہ مُلّا علی قاری اور دیگر شارحین رحمۃ اللہ علیہم نے تنگ دست میں مسلم اور غیر مسلم دونوں کو شامل کیا ہے۔[2]

آسانی پیدا کرنے کی تین صورتیں

آسانی پیدا کرنے کی 3 صورتیں ممکن ہیں:

1. مقروض دو قسم کے ہوسکتے ہیں، ایک وہ جس نے آپ کا قرضہ دینا ہے اور دوسرا وہ جس نے کسی اور کا قرضہ دینا ہے۔ اگر اس نے آپ کا قرضہ دینا ہے تو اسے قرض کی ادائیگی کی تاریخ آنے کے باوجود مہلت دے دیجئے، اگر بڑی رقم ہو تو اس کی سہولت کے مطابق قسطوں میں تقسیم کردیجئے، یا پھر اس کا مکمل یا تھوڑا قرض ہی معاف کردیجئے۔[3] ان کاموں سے مقروض کی زندگی کیسی آسان ہوگی! اور وہ کس طرح ٹینشن فری ہوجائے گا اس کا اندازہ کرنا ہو تو خود کو مقروض کی جگہ رکھ کر دیکھئے۔

قراٰنی ترغیب

تنگ دست کو مہلت دینے کے بارے میں قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(۲۸۰)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر جانو۔[4]

صدرُ الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مُراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرضدار اگر تنگ دست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جُزو یا کُل (Part or total)

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

معاف کر دینا سبب اجرِ عظیم ہے۔

عرش کا سایہ ملے گا

آپ کو اس عمل کے بدلے میں دیگر فضائل کے ساتھ ساتھ میدانِ محشر کی تپتی دھوپ میں کیسی راحت ملے گی! اس کے لئے یہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھ لیجئے: جو کسی تنگدست کو مہلت دے یا اس کا قرض مُعاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن عَرْش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا کہ جس دن عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔[5]

مقروض پر نرمی کرنے والا بخشا گیا

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ایک شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہ کیا تھا، البتہ! وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا: ”مقروض کے لئے جتنا قرضہ ادا کرنا آسان ہو اتنا لے لینا اور جتنا ادا کرنا مشکل ہو اتنا چھوڑ دینا، اے کاش! ہمارا ربّ بھی ہم سے در گزر فرمائے۔“ جب اس کا اِنتقال ہو گیا تو اللہ پاک نے دریافت فرمایا: کیا تو نے کبھی کوئی نیکی بھی کی؟ اس نے عرض کی: نہیں، البتہ! میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب اپنے خادِم کو قرض کی وصولی کے لئے بھیجتا تو اسے کہا کرتا تھا کہ جتنا آسان ہو اتنا لے لینا جتنا مشکل ہو اتنا چھوڑ دینا، ہو سکتا ہے کہ اللہ پاک ہم سے بھی در گزر فرمائے۔ ”تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ”میں نے تمہیں بخش دیا۔“[6]

سارا قرض معاف کر دیا

حضرت سیّدُنا شقیق بلخی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص آپ کو دیکھ کر چھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے پکارا، وہ آیا تو پوچھا کہ تم نے راستہ کیوں بدل دیا؟ اور کیوں چھپ گئے؟ اس نے عرض کی: ”میں آپ کا مقروض ہوں، میں نے آپ کو دس ہزار درہم دینے ہیں جس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے اور میں تنگدست ہوں، آپ سے شرماتا ہوں۔“ امام اعظم رحمۃُ اللہ علیہ نے فرمایا: ”سُبْحٰنَ اللہ! میری وجہ سے تمہاری یہ حالت ہے، جاؤ! میں نے سارا قرض تمہیں معاف کر دیا۔ میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا۔ اب آئندہ مجھ سے نہ چھپنا، اور سنو جو خوف تمہارے دل میں میری وجہ سے پیدا ہوا مجھے وہ بھی معاف کر دو۔“[7]

قارئین! دوسری قسم کا مقروض (Debtor) وہ ہے جس نے کسی اور کا قرضہ دینا ہے، ایسے میں آپ اسے یوں آسانی دے سکتے ہیں کہ اس کا قرض مکمل یا کچھ حصہ ادا کر دیجئے (جیسے محلے کی پرچون یا دودھ دہی کی دکان سے اس کا کھاتہ معلوم کر کے کلیئر کروا دیجئے) یا قرض خواہ (قرض وصول کرنے والے) سے اس کی قسطیں بنوا کر ادائیگی اپنے ذمہ لے لیجئے اگر آپ ان میں سے کچھ بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم قرض خواہ سے مقروض کے لئے ان آسانیوں کی فراہمی کی سفارش ہی کر دیجئے۔[8]

2 غریب کو آسانی یوں فراہم کی جاسکتی ہے کہ اس کی غربت کا سبب دور کر دیا جائے مثلاً وہ بے روزگار ہے تو اسے جاب دلا دیجئے، اس کی صلاحیت (Ability) کے مطابق چھوٹا موٹا کاروبار، پھلوں کا ٹھیلا یا برگر یا چپس کیبن وغیرہ شروع کروا دیجئے تاکہ اسے فوری ریلیف ملے، آپ کی ذرا سی توجہ اسے غربت سے نکلنے میں مدد دے سکتی ہے۔

3 سیلاب یا زلزلے یا آگ لگنے کے سبب پریشان حالوں کو پریشانی یا دشواری سے نکلنے کے لئے کسی سہارے کی تلاش ہوتی ہے، اگر آپ حسبِ حیثیت ایسوں کا سہارا بن جائیں گے تو اِن شآءَ اللہ دنیا و آخرت کی ڈھیروں بھلائیاں آپ کا مقدر ہوں گی۔

FGRF

رفاہی و فلاحی کاموں کے لئے دعوتِ اسلامی کا ایک ڈیپارٹمنٹ ”FGRF“ ہے جس کی ماہر ٹیم بیماری، غربت، بے روزگاری، قدرتی آفات اور بحرانوں سے نجات دلانے کے لئے سرگرمِ عمل ہے۔ FGRF کا وسیع نیٹ ورک 65

سے زائد ممالک میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ بھی FGRF کے کاموں میں مالی و عملی سپورٹ کرکے آسانی فراہم کرنے کا ثواب کماسکتے ہیں۔

FGRF کی خدمات کی تفصیل دعوت اسلامی کی ویب سائٹ dawateislami.net پر دیکھی جاسکتی ہیں۔

آسانی پیدا کرنے والے کو ملنے والا انعام

(Reward to the Facilitator)

مضمون کے آغاز میں لکھی گئی حدیث پاک میں آسانی پیدا کرنے والے کا انعام یہ بیان ہوا کہ اللہ پاک دنیا اور آخرت میں اس کے لئے آسانی پیدا کرے گا۔ کیا کیا آسانی مل سکتی ہے؟ اس کا بیان امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کہ دنیا میں اس کا رزق وسیع ہو جائے گا، مشکلات میں اس کی حفاظت ہو گی اور اسے نیک کاموں میں مدد ملے گی اور آخرت میں اس کا حساب آسان ہو گا، عذاب سے نجات کی خوشخبری ملے گی، ان کے علاوہ بھی ان شآءاللہ وہ کئی قسم کے شرف پائے گا۔[9]

آخری بات اس فرمانِ رسول پر عمل کرنے کے لئے ہمیں شاید مشقت زیادہ نہ اٹھانی پڑے لیکن انعام بہت بڑا ہے، اس لئے آج اور ابھی سے عمل شروع کر دینا چاہئے۔ اپنے ارد گرد نظر دوڑائیے شاید کوئی تنگ دست آسانی چاہتا ہو، آپ اسے آسانی دے کر اس فضیلت کو حاصل کیجئے۔ اللہ پاک ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص1110، حدیث: 6853 (2) دیکھئے: فیض القدیر شرح جامع صغیر، 6/316، تحت الحدیث: 9108، مرقاۃ المفاتیح، 1/454، مراٰۃ المناجیح، 1/189 (3) دیکھئے: مرقاۃ المفاتیح، 1/454 (4) پ3، البقرۃ:280 (5) ترمذی، 3/52، حدیث:1310 (6) مسند امام احمد، 3/285، حدیث:8738 (7) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، 1/260 (8) دیکھئے: فیض القدیر شرح جامع صغیر، 6/316، تحت الحدیث:9108 (9) دیکھئے: فیض القدیر شرح جامع صغیر، 6/316، تحت الحدیث:9108۔

وہ نبیوں میں اُمّی لقب پانے والا

مولانا عاطف حسین عطاری مدنی*

اللہ پاک نے انبیائے کرام علیہمُ السّلام کو مختلف معجزات، کمالات اور خصوصیات سے نوازا، جبکہ حضور خاتَمُ النّبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جامعُ الصفات و المعجزات بنایا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کریم نے ایسی کئی خوبیاں اور خاصیتیں عطا فرمائیں جو پہلے کسی نبی و رسول کو عطا نہ ہوئیں، انہی خصائص میں سے آپ کا ایک عظیم لقب ”اُمّی“ بھی ہے۔ اللہ کریم نے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا و رسل بھیجے، انہیں علم دیا، انہیں سکھایا، پڑھایا، انہیں علم کے اعتبار سے دنیا میں کسی کا محتاج نہ رکھا، لیکن اس کے باوجود ”اُمّی“ لقب صرف حضور خاتم النّبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کو عطا فرمایا۔

”نبی اُمّی“ اور قراٰنِ پاک: اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ صفاتی نام قراٰنِ پاک کی دو آیاتِ مبارکہ میں ہے: (1) ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں[1] (2) ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ(۱۵۸)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اُس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔[2]

لفظ ”اُمّی“ کی وضاحت قراٰن کی روشنی میں: امام ابو منصور محمد بن محمود ماتریدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اُمّی کا مفہوم وہ ہے جو دوسری آیت میں موجود ہے چنانچہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ(۴۸)﴾[3] ترجَمۂ کنز الایمان: اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔[4]

لفظ ”اُمّی“ کی وضاحت تفاسیر کی روشنی میں: تفسیرِ خازن میں امام علی بن ابراہیم رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ تراجم، اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ کراچی

ہیں: قراٰنِ پاک کے نازل ہونے سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے اگر آپ لکھتے یا پڑھتے تو ضرور اہلِ کتاب کہتے کہ ہماری کتابوں میں نبیِّ آخر الزّماں کی صفت یہ مذکور ہے کہ "وہ اُمّی ہوں گے نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے، حالانکہ یہ تو وہ نہیں۔" یا مکہ کے مشرکین یہ اعتراض کرتے کہ ہو سکتا ہے تم نے قراٰن کو لوگوں سے سیکھ کر اپنے ہاتھ سے لکھا ہو۔[5]

علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُم القریٰ یعنی مکہ کے رہنے والے تھے اس لئے آپ کو اُمّی فرمایا اور یہ قول امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اُمی صفت سے موصوف فرمایا گیا تاکہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ اللہ کے نبی اُمّی ہونے کے باوجود کامل علم رکھتے ہیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اُمّی ہونا آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے اور باقی کسی کے لئے اُمّی ہونا باعثِ فضیلت نہیں جیسا کہ تکبر کا لفظ صرف اللہ پاک کے لئے باعثِ تعریف ہے اور مخلوق کے لئے برائی ہے۔[6]

امام ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: نبی اُمی وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں دُنیا کی کوئی چیز بھی عیب دار نہیں کر سکتی۔ اُمی وہ ہستی ہے جو دنیا اور آخرت میں وہ کچھ جانتا ہے جو اسے اس کے رب نے سکھایا۔[7]

"نبی اُمّی" کو کس نے پڑھایا؟ اللہ پاک اپنے نبی کے علوم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ(۱) ترجَمۂ کنز الایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔[8] عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ(۵) ترجَمۂ کنز الایمان: آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔[9] اَلرَّحْمٰنُۙ(۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَؕ(۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَۙ(۳) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ(۴) ترجَمۂ کنز الایمان: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قراٰن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ* کا بیان اُنہیں سکھایا۔[10]

"نبی اُمی" اور مقصدِ نبوت و رسالت: عام لوگوں کے حق میں اُمی ہونا عیب ہے جبکہ اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حق میں اُمی ہونا ہر عیب سے پاک، قابلِ تعریف اور کامل علم والا ہونے پر دلالت کرتا ہے نیز اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا امی ہونا آپ کے حق میں اللہ پاک کی طرف سے ایک معجزہ ہے جیسا کہ تفاسیر میں بیان ہوا۔ اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حق میں اُمی ہونے کو عیب بتانا نبوت اور رسالت کے مقاصد سے لاعلم ہونے اور گمراہی کا نتیجہ ہے کیونکہ منصبِ نبوت اور رسالت علم سے کبھی خالی نہیں ہو سکتا، منصبِ نبوت اور رسالت تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے جبکہ اللہ پاک منصب ولایت بھی بے علم کو نہیں دیتا۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو معلمِ کائنات ہیں لوگوں کو تعلیم دیتے، انہیں پاک اور ستھرا فرماتے ہیں چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۱۶۴) ترجَمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔[11]

"نبی اُمّی" کے تشریف لانے سے پہلے اہلِ عرب کی حالت: اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد سے پہلے اہلِ عرب کی بہت بُری حالت تھی، کفر و شرک، فسق و فجور، قتل و غارت گری، ڈاکہ زنی اور جہالت سر عام تھی، قبیلوں کے درمیان کئی

* یعنی ماضی، حال اور مستقبل

صدیوں پر محیط لڑائی نسل در نسل جاری رہتی لیکن اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایسی قوم کے افراد کو اپنی تعلیم و تربیت سے علوم و کمال اور انسانیت کے عروج تک پہنچایا اور آپس میں شیر و شکر کر دیا۔

"نبی اُمّی" کی تعلیم و تربیت کی برکات: اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسلام کی تبلیغ اور اپنی امت کی اصلاح کا کام اتنی خوبی سے انجام دیا کہ رہتی دنیا تک آپ کا یہ کام یاد رکھا جائے گا، جو مسلمان صدقِ دل سے اس بارگاہ میں حاضر ہوا علوم اور برکات سمیٹ کر گیا، اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی تعلیم و تربیت سے مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صداقت، دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دین میں صلابت (یعنی مضبوطی) تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حیاء اور سخاوت اور چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو شجاعت اور عدالت کا معیار بنایا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو قراءت، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حظر و اباحت (یعنی حلال و حرام)، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو علمِ وراثت کا نہ صرف عالم بلکہ اَعلم (یعنی سب سے بڑا عالم) بنایا، یہ سب حقیقت میں اسی اُمّی نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صفت "اُمّی" ہی کی جلوہ گری ہے کہ آج تقریباً 14 صدیاں گزر جانے کے باوجود علوم کے منبع و سرچشمہ وہی پیاری ذات ہے۔ اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علم شریف کے بارے میں امام بوصیری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ترجمہ: دنیا اور آخرت نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سخاوت کا ایک قطرہ ہے جبکہ لوح و قلم آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علوم کا کچھ حصہ ہے۔

اُمّی ہونا ایک معجزہ: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اُمی ہونا رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حق میں معجزہ ہے اگرچہ آپ کے علاوہ دیگر لوگوں میں یہ عیب اور خامی ہے۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں لکھتے ہیں: معجزاتِ نبوی میں اہم اور عظیم ترین معجزہ قراٰنِ حکیم ہے جو معارف اور علوم کو شامل و حاوی ہے اور اس میں وہ فضائل و شمائل ہیں کہ جن کے ذریعے اللہ پاک نے حضور علیہ السلام کی تعریف و توصیف فرمائی اور یہ تعجب کی بات ہے جس شخص نے نہ دنیا میں کسی سے پڑھا ہو، نہ کبھی کچھ لکھا ہو نہ کسی مدرسہ میں کسی استاد کے سامنے زانوئے ادب تہہ کئے ہوں ان سے ایسے کارناموں کا اظہار تعجب ہے اس طرح کے اُمی ہونے میں کوئی توہین نہیں بلکہ اسے معجزات میں شمار کیا جائے گا۔

اُمّی نام کی حکمتیں: علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس صفت "اُمی" کی بڑی پیاری حکمتیں نقل کیں جن میں سے چند یہ ہیں: 1 اگر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لکھتے تو آپ کی تحریر مبارک بسا اوقات ایسے لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچ جاتی جو اسے نہ پہچانتے اور اس کی تعظیم اس طرح نہ کرتے جس طرح کرنے کا حق ہے۔

2 تحریر اس شخص کے لئے وسیلہ ہے جو حفظ نہ کر سکتا ہو جیسے لاٹھی نابینا کے لئے چلنے کا آلہ ہے۔ (اللہ پاک نے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وہ عظیم قوت حافظہ عطا فرمایا کہ لکھنے کے محتاج ہی نہ تھے۔)

3 ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جسے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود بیان کیا چنانچہ فرمایا: لَا اُرِيْدُ الْخَطَّ لِاَنَّ ظِلَّ الْقَلَمِ يَقَعُ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی میں تحریر کو نہیں چاہتا کیونکہ قلم کا سایہ اللہ پاک کے اسم پر پڑتا ہے۔ اللہ پاک نے آپ کے اس ادب و احترام کی یہ جزا دی کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کے سایہ کو زمین سے اٹھا دیا تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے، اس لئے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سایہ نہ تھا۔

4 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس لئے نہیں لکھا تاکہ قلم اللہ پاک کے اسم پاک کے اُوپر نہ پڑے۔ اللہ پاک نے آپ کو اس کی جزا عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ[12] ترجَمۂ کنزالایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔[13]

اُمّی نام کے فوائد: شیخ الحدیث عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ "سیرت مصطفیٰ" میں ذکر کرتے ہیں: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُمّی لقب ہونے کا حقیقی راز کیا ہے؟ اس کو تو خداوند علام الغیوب کے سوا اور کون بتا سکتا ہے؟ لیکن بظاہر اس میں چند حکمتیں اور فوائد معلوم ہوتے ہیں:

1 تمام دنیا کو علم و حکمت سکھانے والے حضور اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہوں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا استاد صرف خداوند عالم ہی ہو، کوئی انسان آپ کا استاد نہ ہو تاکہ کبھی کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پیغمبر تو میرا پڑھایا ہوا شاگرد ہے۔

2 کوئی شخص کبھی یہ خیال نہ کرسکے کہ فلاں آدمی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا استاد تھا تو شاید وہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ علم والا ہوگا۔

3 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں کوئی یہ وہم بھی نہ کر سکے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم چونکہ پڑھے لکھے آدمی تھے اس لیے انہوں نے خود ہی قرآن کی آیتوں کو اپنی طرف سے بنا کر پیش کیا ہے اور قرآن انہیں کا بنایا ہوا کلام ہے۔

4 جب حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ساری دنیا کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں تو کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ پہلی اور پرانی کتابوں کو دیکھ دیکھ کر اس قسم کی انمول اور انقلاب آفریں تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

5 اگر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کوئی استاد ہوتا تو آپ کو اس کی تعظیم کرنی پڑتی، حالانکہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خالق کائنات نے اس لیے پیدا فرمایا تھا کہ سارا عالم آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم کرے، اس لئے اللہ پاک نے اسے گوارا نہیں فرمایا کہ میرا محبوب کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ کرے اور کوئی اس کا استاد ہو۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)[14]

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نگارِ مَنْ کہ بہ مَکْتَبْ نَرفْت وَخَطْ نَنوِشْت
بَغَمْزِہ سَبَق آموز صَدْ مُدَرِّس شُدْ[15]

یعنی میرے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ کبھی مدرسے گئے، نہ لکھنا سیکھا مگر اپنی آنکھ اور ابرو کے اشارے سے سینکڑوں اساتذہ کو سبق پڑھایا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایسا اُمّی کس لئے منّت کشِ اُستاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقرء ربک الاکرم نہیں

شرح: یعنی نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کسی استاد کا احسان مند ہونے کی کیا ضرورت ہے جسے اس کا ربِّ کریم خود پڑھائے سکھائے۔[16]

اللہ پاک ہمیں ہمیشہ اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وفادار، ان کی عزت کا رکھوالا اور پہرہ دار بنائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ9، الاعراف:157 (2) پ9، الاعراف:158 (3) پ21، العنکبوت:48 (4) تفسیر ماتریدی، 5/54 (5) تفسیر خازن، 3/453 (6) روح المعانی، الجزء:9، ص107 (7) تفسیر سلمی، 1/246 (8) پ30، العلق:1 (9) پ30، العلق:5 (10) پ27، الرحمٰن:1 تا4 (11) پ4، اٰلِ عمرٰن:164 (12) پ26، الحجرات:2 (13) الریاض الانیقہ، ص119 (14) سیرت مصطفیٰ، ص85، 86 (15) سیرت مصطفیٰ، ص85 (16) شرح حدائق بخشش، ص267۔

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 8 سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 پالتو جانور دیکھ بھال میں کوتاہی کی وجہ سے مر جائے تو؟

سُوال: اگر پالتو پرندے یا جانور دیکھ بھال میں کوتاہی کی وجہ سے مر جائیں تو ان کا کیا کفارہ ہوگا؟

جواب: دیکھ بھال میں کوتاہی کرنے والا گناہ گار ہوگا کہ اُس نے ان پر ظلم کیا ہے، لہٰذا اُسے چاہئے کہ وہ اللہ پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے، اُس پر کفارہ نہیں ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 20ربیع الآخر شریف 1445ھ)

2 نماز میں ہنسی آجائے تو کیا کریں؟

سُوال: نماز میں جب کوئی خیال آئے یا ایسی کیفیت بن جائے جس سے انسان ہنسنے پر مجبور ہو جائے اور ہنسی کنٹرول نہیں ہو رہی ہو تو کیا اس صورت میں نماز توڑ سکتے ہیں؟

جواب: نماز توڑنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ہنسی روکنے کی تاکید ہے کہ ہنسی روکے۔ اگر بالغ کو جاگتے میں رکوع سجدے والی نماز میں اتنی آواز سے ہنسی آگئی کہ آس پاس والے سُنیں تو وُضو بھی ٹوٹا اور نماز بھی ٹوٹ گئی۔[1]

(دیکھئے: بہارِ شریعت، 1/308- مدنی مذاکرہ، 30 جُمادَی الاُخریٰ 1444ھ)

3 اسلام کی مفتیہ

سُوال: کیا اسلامی بہنیں مفتیہ بن سکتی ہیں، کیا اسلام میں کوئی مفتیہ ہے؟

جواب: جی ہاں! بالکل بن سکتی ہیں، اور اسلام میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا بہت زبردست مفتیہ تھیں۔ اسلامی بہنوں کو بھی مفتیہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے، نہ بھی بَن پائیں تو علمِ دین بہت سارا حاصل ہو جائے گا۔ دعوتِ اسلامی کے تحت چلنے والے جامعۃُ المدینہ (گرلز) میں بھی اسلامی بہنوں کو تخصص فی الفقہ (یعنی مفتیہ کورس) کروایا جاتا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 13رجب شریف 1444ھ)

4 کیا پچھلی امّتوں سے قبر کے سوالات ہوتے تھے؟

سُوال: کیا پچھلی امتوں میں بھی قبر کے سوالات ہوتے تھے، اگر ہوتے تھے تو کون کون سے سوالات ہوتے تھے؟

جواب: پچھلی امتوں کے متعلق قبر کے سوالات کے بارے میں علما کا اختلاف ہے، فتاویٰ فقیہ مِلّت، جلد 1، صفحہ نمبر 280 پر ہے: اگلی امتوں سے سوالِ قبر کے بارے میں

---

(1) بہارِ شریعت میں ہے: اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وُضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی۔ اگر مسکرایا کہ دانت نکلے آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وُضو۔ (بہارِ شریعت، 1/308، 309)

اختلاف ہے، علّامہ اِبنِ عابدین رحمۃُ اللہِ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگلی امتوں سے قبر میں سوال ہوتا ہی نہ تھا جیسا کہ رد المحتار، جلد 1، صفحہ نمبر 572 پر لکھا ہے: اَنَّ الرَّاجِحَ اَیْضًا اِخْتِصَاصُ السُّؤَالِ بِهٰذِهِ الْاُمَّةِ یعنی راجح (یعنی زیادہ مضبوط) بات یہ ہے کہ سوالاتِ قبر بھی اس اُمّت (یعنی اُمّتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی خصوصیات میں سے ہے۔

بعض علماء کے نزدیک اگلی امتوں سے قبر میں رب کی وحدانیت (یعنی اللہ پاک کے ایک ہونے) کے بارے میں سوال کیا جاتا تھا۔ (مدنی مذاکرہ، 13 رجب شریف 1444ھ)

5 قبر پر پودا لگانا کیسا؟

سُوال: قبر پر پودا لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر چھوٹے چھوٹے پودے لگائے جاسکتے ہیں لیکن اس کی وجہ سے قبر کو توڑا نہیں جائے، اِن شآءَ اللہُ الکریم اچھی نیت سے لگائیں گے تو ثواب ملے گا، نیت یہ ہو کہ اس سے میّت کا دل بہلے گا کیونکہ تر گھاس اللہ پاک کی پاکی بیان کرتی ہے جس سے میت کے عذاب میں کمی آتی ہے اور اس کا دل بہلتا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 13 رجب شریف 1444ھ)

6 اپنے مرحومین کی قبروں پر پیالے رکھنا کیسا؟

سُوال: بعض لوگوں نے اپنے مرحومین کی قبروں پر پیالے رکھے ہوتے ہیں جس میں وہ پانی ڈال دیتے ہیں کہ پرندے وغیرہ پانی پئیں گے تو اس کا ثواب میت کو پہنچے گا۔ کیا یہ تصور دُرست ہے اور کیا واقعی اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے؟

جواب: حدیث پاک میں ہے کہ ہر تَر جگر میں اَجر ہے۔ (بخاری، 4/103، حدیث: 6009) یعنی پرندوں کو بھی پانی پلانا، دانے کھلانا ثواب کا کام ہے، لیکن قبر کے اوپر پیالہ وغیرہ نہ رکھا جائے بلکہ قبر سے ہٹ کر پیالہ وغیرہ بنایا جائے اور اس کی دیکھ بھال بھی ہوتی رہے، اس میں پانی ڈلتا رہے اور پرندے پیتے رہیں تو یوں ایصالِ ثواب کی صورت بنے گی جبکہ ایصالِ ثواب کی نیّت کی گئی ہو۔ (مدنی مذاکرہ، 13 رجب شریف 1444ھ)

7 مقیم امام کے پیچھے مسافر قصر نماز پڑھے گا یا پوری؟

سُوال: مسافر مقیم امام کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھ رہا ہو اور مسافر کی دو رکعتیں نکل جائیں تو پھر وہ قصر پڑھے گا یا پوری چار پڑھے گا؟

جواب: اگر کوئی مسافر، مقیم امام کے پیچھے چار رکعت فرض پڑھتا ہے تو اب اس کو پوری چار رکعت ہی پڑھنی ہوگی، اگرچہ دو رکعتیں نکل گئی ہوں، پوری چار ہی پڑھیں گے۔

(مدنی مذاکرہ، 13 رجب شریف 1444ھ)

8 آستین سے منہ صاف کرنا کیسا؟

سُوال: وُضو کرنے کے بعد آستین سے پانی صاف کرنا کیسا ہے؟

جواب: بدن پر پہنے ہوئے کپڑوں سے وضو کا پانی صاف کرنا یا ویسے ہی ہاتھ منہ پونچھنا، مناسب نہیں ہے، ایسا کرنے سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ (الکشف والبیان، ص 31) البتہ یہ شرعاً گناہ نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 15 جُمادَی الاُخریٰ 1445ھ)

دعوتِ اسلامی
والوں کیلئے بعض اہم ترین باتیں

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

❶ عشقِ رسول کے بھر بھر کر جام پلانے والی سنتوں بھری دینی تنظیم، دعوتِ اسلامی کی "مرکزی مجلسِ شوریٰ" کے اراکین اور بشمول سگِ مدینہ عُفی عنہ دیگر تنظیمی ذِمّے داران میں سے یقیناً کوئی بھی فرد خطاؤں سے مُبَرّا نہیں۔

❷ کسی کے عیب ہر گز تلاش نہ کریں کہ یہ گناہ ہے اور ذاتی نوعیت کے عیوب معلوم ہو بھی جائیں تو پردہ پوشی کریں، البتّہ اگر کسی سے کوئی ایسی خطا ہو جائے (یا وہ ایسی خطائیں کر تا رہتا/ کرتی رہتی ہو) جس سے دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کو صرف اپنے گمان میں نہیں بلکہ حقیقت میں نقصان پہنچ رہا ہو یا پہنچ سکتا ہو اور آپ رِضائے الٰہی کے لئے دعوتِ اسلامی کو اِس نقصان سے بچانا چاہتے ہوں اور آپ کے پاس اس سلسلے میں اپنے مشاہدے یا خاطی کے اِقرار یا صحیح اطلاع سے یقینی علم موجود ہو تو شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے براہِ راست نرمی کے ساتھ اُس فرد کو تنہائی میں سمجھایئے۔ بِلا اجازتِ شرعی دوسروں پر اِس کی خطا کا اظہار کر کے غیبتوں، تہمتوں اور فتنوں وغیرہ کا دروازہ کھلنے کا سبب مت بنئے کہ فتنے کی متعدد صورتوں میں وہ وعید صادق آتی ہے جو حدیثِ پاک میں ہے: "فتنہ سویا ہوا ہوتا ہے اس پر اللہ پاک کی لعنت جو اس کو بیدار کرے۔"

(جامع صغیر للسیوطی، ص370، حدیث:5975)

❸ اگر آپ نے بِلا شرعی جواز کے دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے کسی رکن کی طرف تنظیم یا متعلقہ فرد کی شخصیت کو نقصان پہنچانے والی کوئی خطا منسوب کر دی مگر شرعی ثُبُوت نہ دے سکے تو خود کو دعوتِ اسلامی سے خارِج سمجھیں اور اگر خطا منسوب کرنے والی صورت کسی غیر رکنِ شوریٰ کے ساتھ پیش آئی اور شرعی ثبوت نہ دیا گیا تو خطا منسوب کرنے والے کے متعلّق ذِمّے داران کوئی بھی تنظیمی فیصلہ کر سکتے ہیں اور ہر قسم کے فیصلے میں شریعت کے حکم کو پیشِ نظر رکھا جائے گا۔

❹ اگر کسی رکنِ شوریٰ یا کسی ذِمّے دار کی نقصان دہ خطا ثابت ہو گئی تو خاطی رکنِ شوریٰ کے بارے میں اراکینِ شوریٰ،

جبکہ خاطی ذمّے دار (غیر رکنِ شوریٰ) کے لئے ذمّے داران شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے جو بھی تنظیمی فیصلہ کریں وہ ہر دعوتِ اسلامی والے / والی کے لئے قابلِ قبول ہو گا۔

5 جس سے آپ کو ذاتی نہیں بلکہ تنظیم کو نقصان پہنچانے والے معاملے کی شکایت پیش آئی اُس سے بات کی مگر ترکیب نہ بن سکی تو اگر شرعاً دُرست ہو تو اصلاح کی نیّت سے اُس کے نگران سے بات کیجئے اور یہاں بھی مسئلہ حل نہ ہو تو اصلاح کی نیّت سے شرعاً درست ہونے کی صورت میں بتدریج بڑے ذمّہ داران سے بات کرنے کے علاوہ اگر آپ بِلا اجازتِ شرعی کسی اور سے بات کریں گے تو یہ تنظیمی اِصطِلاح میں "لابنگ" کہلائے گی اور دعوتِ اسلامی میں "لابنگ" پر پابندی ہے۔ (دنیا کی کوئی بھی تنظیم اپنے اندر کے افراد کی لابنگ اور گروپ بندی برداشت نہیں کر سکتی کیوں کہ اس سے تنظیم کو نقصان پہنچتا ہے، اور چُونکہ وہ تنظیم لابنگ کرنے والوں سے باز پرس کرنے اور ان کے متعلق کوئی بھی فیصلہ کرنے کا حق رکھتی ہے لہٰذا ممکنہ صورت میں اپنی تنظیم سے خارج کر سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تنظیم کے وفادار افراد لابنگ اور گروپ بندی کرتے بھی نہیں۔)

6 اکثر خرابی یوں شروع ہوتی ہے کہ کسی کے بارے میں سُنی سنائی منفی (Negative) بات پر یقین کر لیا جاتا ہے۔ اور اسے آگے بڑھا دیا جاتا ہے۔ فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: "انسان کے جھوٹا ہونے کو یہی کافی ہے کہ ہر سُنی سنائی بات بیان کر دے۔" (مسلم، ص17، حدیث:7)

7 اگر ہمیں کوئی کسی کی منفی بات بِلا وجہ بتانا چاہے تو سننے ہی سے بچنا چاہئے اور اگر فساد وغیرہ سے بچ کر اس کی اصلاح کر سکتے ہوں تو ایسی صورت میں اچھی نیّت سے بات سُن کر اصلاح کی صورت نکالنی چاہئے! (یہ بات عام مسلمانوں کے لئے ہے، تنظیمی ترکیب بیان ہو چکی)

8 تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنوں کو چاہئے کہ عشقِ رسول کے چھلکتے جام پلانے والی، نیک نمازی بنانے والی، گناہوں سے بچانے والی، سنّتوں بھری دینی تنظیم، دعوتِ اسلامی کا دینی کام ثواب کمانے کی نیّت سے خلوصِ دل کے ساتھ کرتے رہیں، بدگمانیوں، غیبتوں، عیب دَریوں اور دل آزاریوں سے بچتے رہیں تا کہ دعوتِ اسلامی کے دینی کام کو بھی نقصان نہ ہو اور آپ کی آخرت کے لئے بھی خرابیاں جمع نہ ہوں۔

اللہ کریم ہم سب کو احترامِ مسلم کا جذبہ نصیب کرے۔ دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کا ہر وہ فیصلہ اور اصول جو خلافِ شرع نہ ہو اُسے ماننا اور عمل کرنا ہر دعوتِ اسلامی والے کے لئے ضروری ہے کہ اسی میں اِس سنّتوں بھری تنظیم کا نظام اور بقا ہے۔ اور صرف ثواب والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اللہ اِس سے پہلے ایماں پہ موت دیدے
نقصاں مِرے سبب سے ہو سنّتِ نبی کا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

دعوتِ اسلامی کے 12 دینی کاموں کو کرنے کا تفصیلی طریقہ جاننے کے لئے "12 دینی کام" کا مطالعہ کیجئے۔ یہ کتاب آج ہی مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجئے۔

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے تین منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 جادو سے حفاظت کے لئے اونٹ کی ہڈی رکھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ گھر میں اونٹ کی ہڈی رکھنے سے جادو وغیرہ اثر نہیں کرتا تو کیا گھر میں اونٹ کی ہڈی رکھ سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جادو وغیرہ کے اثر سے بچنے کے لئے گھر میں اونٹ کی ہڈی رکھنا شرعاً جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں کہ یہ جادو وغیرہ سے حفاظت کا ایک ٹوٹکا ہے اور ہر وہ ٹوٹکا جو شریعتِ مطہرہ سے ٹکراتا نہ ہو، وہ کرنا جائز ہے۔ نیز جس طرح دواؤں میں کسی نقلی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی محض تجربہ کافی ہوتا ہے اسی طرح ٹوٹکوں میں بھی کسی نقل کی ضرورت نہیں ہوتی، بس اتنا ضرور ہے کہ وہ شریعتِ مطہرہ کی تعلیمات کے خلاف نہ ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 جماعتِ فجر کے دوران سنتیں پڑھنے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ جب فجر کی نماز ہو رہی ہو تو فجر کی سنتیں نہیں پڑھنی چاہئیں کہ قرآن پاک کی قراءت سننا فرض ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے شریعت کی کیا راہنمائی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

فقہائے کرام نے احادیثِ طیبہ کی روشنی اور صحابۂ کرام کے مبارک عمل سے اس حوالہ سے جو حکم بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد اگر جانتا ہے سنتیں پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے گی تو پہلے سنتیں پڑھے پھر جماعت میں شامل ہو مگر سنتوں کے لیے جماعت کی صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں اور اگر اندر جماعت ہوتی ہو تو صحن میں پڑھے اور صحن میں ہو تو اندر پڑھے۔ اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون وغیرہ کی آڑ میں پڑھے کہ اس کے اور صف کے درمیان ستون حائل ہو جائے اور ایسی کوئی جگہ نہ ملے تو پھر سنتِ فجر بغیر پڑھے ہی جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر سنتوں میں مشغولیت سے فجر کی جماعت فوت ہونے کا گمان ہو تو سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ اسے حکم ہے کہ بغیر سنت پڑھے فوراً جماعت میں شامل ہو جائے۔

فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں اقامت ہو جانے

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

کے بعد اگرچہ یہ معلوم ہو کہ سنت پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے گی پھر بھی سنتیں پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ سنت پڑھے بغیر فوراً ہی جماعت میں شامل ہو جانا ضروری ہے۔

نیز معترض کا یہ کہنا کہ ”جب فجر کی نماز ہو رہی ہو تو فجر کی سنتیں نہیں پڑھنی چاہئے کہ قرآنِ پاک کی قراءت سننا فرض ہوتا ہے“ بالکل بھی درست نہیں ہے اور ممکن ہے معترض کو یہ غلط فہمی ہوئی ہو کہ قرآن پاک کی آواز جس تک جائے سب کو سننا فرض ہے جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ قرآنِ پاک کی قراءت کے وقت جو اشخاص سننے کی غرض سے ہوں ان پر سننا لازم ہوتا ہے نہ کہ وہ سب جن تک آواز جارہی ہے۔ اور نماز کی جماعت میں مقتدی پر اقتدا کی وجہ سے سننا لازم ہوتا ہے تو اس کے سننے سے قرآنِ پاک کا یہ حق ادا ہو جاتا ہے لہٰذا بقیہ اشخاص جو مقتدی نہیں ہیں اور سننے کی غرض سے بھی نہیں بیٹھے تو ان پر سننا لازم نہیں ہوتا۔

اور فقہائے کرام نے جماعت فجر کے دوران صف کے درمیان میں یا صف کے پیچھے بلا حائل سنتیں پڑھنے سے منع کی وجہ جماعت کی خلاف ورزی بتائی ہے نہ کہ وہ جو معترض نے بیان کی کہ قرآنِ پاک سننا سب پر فرض ہے لہٰذا اس شخص کا یہ مسئلہ اس تفصیل کے بغیر بیان کرنا جو فقہائے کرام نے بیان کی ہے اور اپنی من مانی توجیہ کے ساتھ بیان کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 تحفہ دے کر واپس لینے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کی چند سال پہلے ایک جگہ منگنی ہوئی تھی تو منگنی کے بعد وہ اس دوسرے خاندان والوں کو مختلف مواقع، مثلاً عید وغیرہ پر نقدی اور کپڑے وغیرہ اشیاء بطورِ تحائف دیتے رہے اب ان کی منگنی ٹوٹ چکی ہے، تو ان تحفے، تحائف کو واپس لینے کا کیا حکم ہے؟

(نوٹ: سائل نے بتایا کہ تحفے دینے لینے والے دونوں حیات ہیں اور تحائف پر انہوں نے قبضہ بھی کر لیا تھا اور ابھی بعض تحائف ان کے پاس موجود ہیں اور بعض ختم (ہلاک) ہو چکے ہیں، کچھ ملکیت سے نکل چکے ہیں اور بعض تحائف میں اضافہ بھی ہو چکا ہے۔ اور ان تحائف کا بدل بھی نہیں لیا۔)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرع کی رو سے منگنی کے بعد ایک خاندان والوں کی طرف سے دوسرے خاندان والوں کو دیئے جانے والے تحفے تحائف اور کپڑے وغیرہ ہبہ کے حکم میں ہیں اور ہبہ کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اگر موانع ہبہ میں سے کوئی مانع نہ پایا جائے، تو قاضی کے فیصلے یا باہمی رضامندی سے واپس لینے کا اگرچہ اختیار ہوتا ہے یعنی واپسی درست ہو جائے گی، مگر واپس لینا مکروہِ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے، کہ حدیثِ پاک میں ہبہ دے کر واپس لینے سے منع کیا گیا ہے اور اسے کتے کی طرح قے کر کے پھر اسے چاٹنے کی مثل قرار دیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی مانع پایا جائے مثلاً، دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے یا اس کا عوض لے لیا یا اس میں کچھ اضافہ ہو گیا یا اس کی ملکیت سے شے نکل گئی یا وہ شے ہلاک ہو گئی یا وہ دونوں میاں بیوی ہوں یا جسے تحفہ دیا وہ اس کا ذی رحم محرم رشتہ دار ہو تو ان چیزوں کو واپس نہیں لیا جاسکتا۔

اس تفصیل کے بعد پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ زید کی طرف سے منگنی کے بعد جو چیزیں دوسرے خاندان والوں کو تحفے میں دی گئی تھیں اور ان کی طرف سے ان پر قبضہ بھی کر لیا گیا تھا تو ان میں سے فقط ان چیزوں کو واپس لینے کا اختیار ہے جو ابھی تک ان کی ملکیت میں موجود ہیں اور ان میں کوئی متصل اضافہ بھی نہیں ہوا ہے، مگر واپس لینا مکروہِ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے، فلہٰذا اس سے بچنا ہی چاہئے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

گھر ٹوٹنے سے کیسے بچائیں؟

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی مختلف مقامات پر سنتوں بھرے اجتماعات میں اصلاح و تربیت پر مشتمل بیانات اور مدنی چینل کے سلسلوں کے ذریعے اخلاقی، اصلاحی، اعتقادی، روحانی معاشی اور معاشرتی معاملات اور مسائل کا حل ارشاد فرماتے ہیں۔ ذیل میں آپ کی گفتگو سے لئے گئے 16 اہم نکات ملاحظہ کیجئے:

1 کسی معقول شرعی سبب کے بغیر طلاق دینا یہ اسلام میں سخت ناپسندیدہ ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى اَلطَّلَاقُ یعنی حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (ابو داؤد، 2/370، حدیث: 2178) جبکہ طلاق کے کثیر معاشرتی نقصانات اس کے علاوہ ہیں۔ لہٰذا حتی الامکان طلاق دینے سے بچنا ہی چاہئے۔

2 اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو جائے تو تعلقات بہتر بنانے کے لئے دینِ اسلام کی بیان کردہ ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آپس میں صلح کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر بیوی کی طرف سے کوئی نامناسب رویہ ہے تو شوہر بیوی کو اچھے انداز میں سمجھائے اگر اس طرح معاملہ حل نہ ہو تو بیوی سے چند دنوں کے لئے بستر علیحدہ کرلے اور مقصد یہ ہو کہ طلاق کے نتیجے میں گزاری جانے والی زندگی کا ایک نمونہ (عورت کے) سامنے آجائے گا جس سے ایک چوٹ لگتی ہے، قوی امکان ہے کہ اس سے سبق حاصل کر کے دونوں آپس میں صلح کرلیں۔

3 اگر یوں بھی صلح نہ ہوسکے تو پارہ نمبر 5 سورۃ النسآء کی آیت نمبر 35 کی ہدایت کے مطابق دونوں جانب سے سمجھدار اور معاملہ فہم افراد کو حَکَم یعنی منصف (فیصلہ کرنے والا) بنالیا جائے تاکہ وہ ان میں صلح کروادیں، اگر یہ صلح کروانے والے افراد اچھی نیت اور حکمت بھرے انداز میں کوشش کریں گے تو اللہ پاک زوجین کے درمیان اتفاق پیدا فرمادے گا۔

4 یاد رکھئے! میاں بیوی کے جھگڑے کا حل یہ نہیں ہے کہ فوراً طلاق دے کر معاملے کو ختم کردیا جائے اور بعد میں افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے، البتہ اگر باہمی تعلقات کی خرابی اس حد تک پہنچ گئی کہ میاں بیوی یہ سمجھتے ہوں کہ اب ایک دوسرے کے شرعی حقوق ادا نہیں کرپائیں گے اور طلاق ہی اس کا آخری حل ہے تو پھر شوہر اسلام کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق طلاق دے جیسا کہ بہارِ شریعت میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

5 طلاق کا بنیادی سبب میاں بیوی کے درمیان ذہنی ہم

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

آہنگی کا فقدان ہے، ایک دوسرے پر اعتماد کی کمی، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کمی اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی کمی ہے۔

6 میاں بیوی کے درمیان کوئی تیسرا شخص اسی وقت لڑائی بھڑائی اور جدائی کرواتا ہے جب ان دونوں میں اختلاف ہوتا ہے اگر دونوں میں اتفاق ہو تو کوئی انہیں کیسے جدا کروا سکتا ہے۔

7 میاں بیوی میں پائی جانے والی بری عادت جوتے میں لگی ہوئی کیل کی طرح ہوتی ہے جو اذیت دیتی ہے، اب کیل والا جوتا پہن کر کوئی کیسے چل سکتا ہے، لہٰذا اگر دونوں نے چلنا ہے تو اس کیل یعنی بری عادت کو نکالنا ہوگا۔

8 گھر جہاں فرائض وواجبات (یعنی حقوق) ادا کرنے سے چلتا ہے وہیں عرف وعادت اور معاشرتی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے بھی چلتا ہے۔

9 اگر میاں بیوی شک کرتے ہوئے ایک دوسرے کا موبائل چیک کرتے ہیں تو اس طرح اعتماد ختم ہو جاتا اور پھر (آپس میں) دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور گھر چلانے کے لئے اعتماد ایک بنیادی اینٹ کا کردار ادا کرتا ہے اور جب اعتماد ہی نہ رہا تو گھر کیسے چل سکے گا۔

10 اگر میاں بیوی میں کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کو مان لینا چاہئے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کو غصہ آجائے تو دوسرے کو چپ رہنا چاہئے، اگر آئے روز بحث ومباحثہ کریں گے تو ایک دن نوبت طلاق تک پہنچ سکتی ہے۔

11 (والدین کو چاہئے کہ) جب لڑکی کو رخصت کریں تو مکمل طور پر رخصت کر دیں اور ان دونوں میاں بیوی کے معاملات میں بے جا مداخلت نہ کریں، روزانہ کال کر کے بیٹی کے گھر کے حالات معلوم نہ کریں اور بیٹی کو بھی چاہئے کہ اپنی ماں کو اپنے سسرال کی پل پل کی خبریں نہ پہنچائے کہ اس سے گھر ٹوٹنے سے بچا رہے گا، اِن شآءَ اللہ۔

12 لڑکا لڑکی دونوں کے والدین کو عدل سے کام لینا چاہئے کہ اگر لڑکی کی غلطی ہے تو ماں باپ اس کو بتائیں کہ بیٹی غلطی تیری ہے اگر غلطی لڑکے کی ہو تو اس کے والدین بھی اس کو تسلیم کریں اور لڑکے کو سمجھائیں، بالفرض اگر ان دونوں میں نہیں بنی پھر بھی آپ کو عدل کرنے کا ثواب ضرور ملے گا۔

13 لڑکی کی اپنے ساس سسر سے نہیں بنتی یا لڑکے کی اپنے ساس سسر سے لڑائی ہو گئی اور لڑکی اپنے ماں باپ کے گھر چلی جائے تو دونوں کے والدین کو چاہئے کہ اب اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں کہ جب تک لڑکا یا لڑکی اپنے ساس سسر سے معافی نہیں مانگیں گے تو دونوں نہیں مل سکتے بلکہ اپنی انا کو فنا کر دیں اور اپنے بچوں کا گھر ٹوٹنے سے بچائیں اور درگزر سے کام لیں۔

14 لڑکا لڑکی کے درمیان جھگڑا ہونے کی صورت میں لڑکی اپنے گھر چلی گئی تو اب دونوں کے ماں باپ کو انہیں ملانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے کہ دونوں کے سامنے ان کی اچھی باتوں اور اچھی عادتوں کا ذکر کریں کہ اس طرح بھی دونوں کو ایک دوسرے کی اہمیت پتا چلے گی اور ہو سکتا ہے دونوں میں صلح ہو جائے۔

15 اگر ہم غصہ، ضد اور بحث سے بچ جائیں تو ان شآءَ اللہ ہمارا گھر ٹوٹے گا نہیں بسا رہے گا۔

16 اگر آپ صاحبِ اولاد ہیں اور آپ کے درمیان رنجش ہے تو آپ میاں بیوی یہ سوچ کر صلح کر لیں کہ والدین تو اپنی اولاد کی خاطر کتنی قربانیاں دیتے ہیں ہم اپنی اولاد کے لئے اپنے معاملات کیوں حل نہیں کرتے، ورنہ یاد رکھئے! ماں باپ کی جدائی میں اولاد کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

اللہ کریم ہر مسلمان کو اپنے گھر میں شاد و آباد رکھے اور گھر ٹوٹنے سے بچائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عدلِ اسلامی کی مثالیں

مولانا عبد العزیز عطّاری*

دنیا کے نظام کو احسن و خوب انداز کے ساتھ چلانے اور حسنِ معاشرت قائم رکھنے کے لئے اسلام کے دیئے گئے نظام کا ایک بہت ہی اہم حصہ عدل و انصاف بھی ہے۔ اسلام نے عدل و انصاف کے قیام و فروغ کے لئے کیا کیا اقدامات کئے ہیں؟ اس کا تفصیلی بیان پچھلے ماہ کے شمارے میں ہوا، یہاں عدلِ اسلامی کی کچھ مثالیں اور اس کے اثرات ملاحظہ کیجئے:

1 حضور نے حضرت عکاشہ کو بدلہ دے دیا ایک مرتبہ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر کسی کا مجھ پر کوئی بدلہ ہو تو وہ لے لے تو حضرت عکاشہ رضی اللہُ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر آپ نے بار بار قسم نہ دی ہوتی تو میری مجال ہی نہیں تھی کہ میں کسی چیز کے بدلے کے لئے آپ کے سامنے آتا۔ میں آپ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا، فتح کے بعد جب ہم واپس آرہے تھے تو میری اونٹنی آپ کی اونٹنی کے برابر آگئی، میں اپنی اونٹنی سے اتر کر آپ کے قریب ہوا تاکہ آپ کے قدم مبارک پر بوسہ دوں تو آپ نے چھڑی بلند کی اور میرے پہلو پر ماری، میں نہیں جانتا کہ آپ نے ایسا جان بوجھ کر کیا یا آپ کا ارادہ اونٹنی کو مارنے کا تھا؟ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ پاک کے جلال سے پناہ میں لیتا ہوں کہ اللہ کا رسول تمہیں جان بوجھ کر مارے۔ پھر فرمایا: اے بلال! فاطمہ کے گھر جاؤ اور وہی پتلی چھڑی لے آؤ۔ جب آپ وہ چھڑی لے آئے تو حضرت عکاشہ کو فرمایا: اے عکاشہ! اگر تم مارنا چاہتے ہو تو مارو۔ حضرت عکاشہ نے عرض کی: جس وقت آپ نے مجھے مارا تھا اس وقت میرے پیٹ پر کپڑا نہیں تھا۔ چنانچہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے پیٹ مبارک سے کپڑا ہٹادیا، یہ دیکھ کر مسلمانوں کی چیخیں نکل گئیں جب حضرت عکاشہ نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک پیٹ کی سفیدی کو دیکھا گویا مصری کی ڈلی ہو تو فوراً حضور علیہ السّلام سے چمٹ گئے اور بطن مبارک کا بوسہ لیتے ہوئے عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! بھلا کون ہے جو آپ سے بدلہ لینے کا سوچ سکے۔ [1]

* شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت، المدینۃ العلمیہ، کراچی

2 قرض کو احسن طریقے سے ادا کرو ایک دفعہ ایک صاحب کی اونٹنی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذمہ دَین تھی آپ نے حضرت رافع رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: جو اونٹنیاں آئی ہیں ان میں سے اسی معیار کی اونٹنی دے دیں انہوں نے عرض کی: تمام اونٹنیاں اس سے بہتر ہیں جو آپ کے ذمہ ہے، آپ نے فرمایا: اسی میں سے دے دو یہ حسن ادائیگی کا تقاضہ ہے۔ [2]

3 حدود کے نفاذ میں کسی کی رعایت نہیں ایک مخزومیہ عورت نے چوری کی جس کی وجہ سے قریش کو فکر پیدا ہوگئی آپس میں لوگوں نے کہا کہ اس کے بارے میں کون شخص رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سفارش کرے گا؟ پھر لوگوں نے کہا: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہُ عنہما جو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محبوب ہیں۔ حضرت اسامہ نے سفارش کی اس پر حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: تم حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو! پھر حضور علیہ السّلام خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں فرمایا: اگلے لوگوں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ اگر ان میں کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔ اللہ پاک کی قسم! اگر فاطمہ بنتِ محمد بھی چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ [3]

4 قانون میں سب برابر غزوۂ بدر کے موقع پر جب بہت سارے لوگ قیدی ہوئے تو ان میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چچا حضرت عباس رضی اللہُ عنہ بھی تھے جب فدیہ مقرر ہوا تو ان کے لئے بھی مقرر ہوا، انہوں نے فدیہ معاف کرنے کی درخواست کی، انصار نے بھی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رشتہ کی رعایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ان کا فدیہ معاف کردیا جائے لیکن آپ نے اس کو قبول نہیں کیا اور ان سے بھی فدیہ وصول فرمایا۔ [4]

5 حکمرانوں کی اولاد بھی عدل کے کٹہرے میں ایک مصری شخص نے حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہُ عنہ جو کہ گورنر تھے ان کے بیٹے کے ساتھ دوڑ لگائی تو میں ان سے سبقت لے گیا ان کے بیٹے نے مجھ پر کوڑے برسائے اور یہ بھی کہا ہے کہ تم میرا مقابلہ کرتے ہو حالانکہ میں دو کریموں کا بیٹا ہوں؟ آپ نے فوراً ان کو ایک مکتوب روانہ فرمایا جس میں انہیں اپنے بیٹے سمیت مدینۂ منورہ میں حاضر ہونے کا حکم دیا جب حاضر ہوئے تو فرمایا وہ مصری شخص کہاں ہے؟ جب وہ حاضر ہوا تو اسے فرمایا: یہ کوڑا پکڑو اور اسے مارنا شروع کرو اس مصری نے کوڑے برسانا شروع کئے وہ مارتا جاتا اور آپ فرماتے دو کریموں کے بیٹے کو اور مارو۔ [5]

6 اسلام بھی نصیب ہوا اور زرہ بھی مل گئی ایک دن امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہُ عنہ کی زرہ گم ہوگئی، آپ نے وہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی اور اس یہودی کو کہا کہ یہ میری زرہ ہے، فلاں دن گم ہوگئی تھی جبکہ یہودی نے آپ کا دعویٰ درست ماننے سے انکار کردیا اور کہا کہ اس کا فیصلہ عدالت ہی کرے گی چنانچہ آپ اور وہ یہودی دونوں فیصلے کے لئے قاضی شریح رحمۃُ اللہِ علیہ کی عدالت میں پہنچے آپ نے اپنا دعویٰ پیش کیا کہ یہودی کے پاس زرہ میری ہے جو فلاں دن گم ہوگئی تھی۔ قاضی نے یہودی سے پوچھا: آپ نے کچھ کہنا ہے۔ یہودی نے کہا: میری زرہ میرے قبضے میں ہے اور میری ملکیت ہے۔ قاضی نے زرہ دیکھی اور یوں گویا ہوئے۔ اللہ کی قسم! اے امیر المؤمنین! آپ کا دعویٰ بالکل سچ ہے یہ زرہ آپ ہی کی ہے لیکن قانون کے تقاضوں کو پورا کرنا آپ پر واجب ہے قانون کے مطابق آپ گواہ پیش کریں آپ نے بطور گواہ اپنے غلام قنبر کو پیش کیا پھر آپ نے اپنے دو بیٹوں حضرت امام حسن

اور حسنین رضی اللہ عنہما کو عدالت میں پیش کیا انہوں نے بھی آپ کے حق میں گواہی دی۔ قاضی نے کہا: میں آپ کے غلام کی گواہی تو قبول کرتا ہوں مگر ایک گواہ مزید درکار ہے کیونکہ آپ کے حق میں آپ کے بیٹوں کی گواہی ناقابل قبول ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر آپ ان کی گواہی قبول کیوں نہیں کرتے؟ قاضی نے کہا: یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں اور باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قبول نہیں یہ کہہ کر قاضی نے آپ کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ سنا دیا اور زرہ یہودی کے حوالے کردی۔ یہودی نے تعجب سے کہا: مسلمانوں کا حکمران مجھے اپنے قاضی کی عدالت میں لایا اور قاضی نے اس کے خلاف میرے حق میں فیصلہ صادر فرما دیا اور انہوں نے اس کا فیصلہ بلا چون وچرا قبول بھی کرلیا۔ واللہ یہ تو پیغمبرانہ عدل ہے پھر یہودی نے آپ کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین! آپ کا دعویٰ بالکل سچ ہے یہ زرہ یقیناً آپ ہی کی ہے۔ فلاں دن یہ آپ کے اونٹ سے گر گئی تھی تو میں نے اسے اٹھالیا چنانچہ وہ یہودی اس عادلانہ فیصلے سے متأثر ہو کر مسلمان ہو گیا اور آپ نے وہ زرہ بطور تحفہ اس کو دے دی۔[6]

7 جانوروں کے ساتھ بھی عدل وانصاف ایک مرتبہ ایک اونٹ کے ذریعے پانی نکال کر کھیت میں ڈالا جارہا تھا اونٹ کی نظر جیسے ہی پیارے آقا صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم پر پڑی تو بڑی بے قراری سے چیخا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی، یہ دیکھ کر آپ اونٹ کے پاس ٹھہر گئے اور اس کے مالک کو بلوا کر فرمایا: یہ اونٹ ہمارے ہاتھ بیچ دو! اس نے عرض کی: یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! ہم یہ آپ کی بارگاہ میں تحفۃً پیش کرتے ہیں یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس اونٹ کے علاوہ کوئی ذریعہ معاش نہیں آپ نے فرمایا: اس اونٹ نے ہم سے چارہ کی کمی اور کام کی زیادتی کی شکایت کی ہے لہٰذا تم اس سے اچھا سلوک کیا کرو۔[7]

8 اموال وجائیداد کی واپسی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان عام کروادیا کہ جن لوگوں کے مال وجائیداد پر کسی نے قبضہ کر رکھا ہے وہ اپنی شکایتیں پیش کریں اسی طرح جو بھی اموال و جائیداد اور زمین وغیرہ شاہی خاندان کے پاس ناحق موجود تھی وہ سب کی سب آپ نے حق داروں کو واپس کروادی اور کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی، آپ نے اس معاملے میں بڑے عدل وانصاف کا مظاہرہ کیا اور شاہی خاندان کے پاس کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جس پر کسی دوسرے کا حق ثابت ہورہا ہو۔[8]

پیارے اسلامی بھائیو! دنیا میں جتنے بھی عدل وانصاف کے نام پر نظام قائم ہیں ان سب سے بڑھ کر جاندار مضبوط اور پائیدار نظام صرف اسلام کا ہے جس کی حقانیت کی گواہی صدیوں سے خاص وعام کی زبان پر جاری ہے اور اس کے فوائد اور نتائج بھی لوگوں کے سامنے ہیں، معاشرے میں ترقی خوشحالی اور امن وامان قائم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی نظام نہیں بشرطیکہ اسے تمام تقاضوں کے ساتھ نافذ کیا جائے۔

اسلامی نظامِ عدل وانصاف جب جب اور جہاں جہاں قائم رہا ہر طرف امن وامان کی فضا قائم رہی، لوگوں کے مال وجان کی حفاظت رہی، کاروباری سرگرمیاں تیز ہوئیں، ترقی کی راہیں ہموار ہوئیں، خوشحالی عام ہوئی اور لوگ آرام و سکون اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے رہے۔

اللہ کریم ہمیں اسلاف جیسے عدل و انصاف قائم کرنے والے حکمران عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

---

(1) حلیۃ الاولیاء، 4/76، 77 ملخصاً (2) مصنف عبد الرزاق، 8/20، حدیث: 14235 (3) بخاری، 2/468، حدیث: 3475 (4) بخاری، 3/23، حدیث: 4018 (5) کنز العمال، 6/294، حدیث: 36005 (6) حلیۃ الاولیا، 4/151، رقم: 5085 (7) مسند احمد، 6/178، حدیث: 17576 (8) حضرت عمر بن عبد العزیز کی 425 حکایات، ص162۔

موبائل اور بدگمانیاں
(Mobiles and misconceptions)

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی*

خضدار (بلوچستان) میں بیوی سے موبائل برآمد ہونے پر شوہر نے حاملہ بیوی کو گلا دبا کر قتل کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق مقتولہ کے شوہر نے اعترافِ جرم کر لیا اور جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے بھی اعترافی بیان ریکارڈ کراتے ہوئے تسلیم کیا کہ اس نے اپنی اہلیہ کو موبائل استعمال کرنے پر قتل کیا، اُسے شبہ تھا کہ اہلیہ کسی (اجنبی) سے فون پر بات کرتی تھی۔[1]

افسوس! گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے رویوں میں منفی رجحان (Negative trend) بڑھتا جارہا ہے۔ بدگمانیاں اور غلط فہمیاں اس وقت بھی ہوتی تھیں جب موبائل نہیں تھا۔ موبائل کے بڑھتے ہوئے استعمال نے ہمارے معاشرے کو فائدے اور نقصانات دونوں دیئے! موبائل کے ذریعے ہونے والی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں نے تباہی مچادی، جس کی ایک جھلک اوپر دی گئی خبر ہے جس میں ایک عورت اپنی جان سے گئی اور شوہر قتل جیسے حرام فعل کا مرتکب ہو کر جیل جا پہنچا۔ اس سے ملتی جلتی بہت سی مثالیں ہمیں اپنے معاشرے میں مل جائیں گی۔

بُرا گمان حرام ہے

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: حَرَّمَ مِنَ الْمُؤْمِنِ ثَلَاثًا دَمَه وَمَالَه وَاَنْ يُّظَنَّ بِه ظَنُّ السُّوْءِ یعنی بے شک اللہ نے مسلمان کا خون، مال حرام قرار دیا ہے اور یہ بھی حرام ٹھہرایا ہے کہ کسی مسلمان کے بارے میں بُرا گمان کیا جائے۔[2]

بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کی دنیا جتنی وسیع ہے اچھے گمان کے احتمالات (Probabilities) کی گنجائش اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اب یہ ہماری ذہنیت پر منحصر ہے کہ ہم بدگمانی یا غلط فہمی کو فوقیت دیتے ہیں یا پھر حُسنِ ظن کے احتمالات کو؟ حُسنِ ظن کی فضیلت پر دو احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمایئے: 1 اِنَّ حُسْنَ الظَّنِ مِنَ الْاِيْمَان یعنی بے شک حُسنِ ظن رکھنا ایمان کا حصہ ہے۔[3] 2 حُسْنُ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ یعنی حُسنِ ظن ایک اچھی عبادت ہے۔[4]

بدگمانیوں کی مثالیں
(Examples of Evil Presumption)

اس مضمون میں موبائل فون کے سبب ہونے والی بدگمانیوں اور غلط فہمیوں کی مثالوں کو دو عنوانات میں پیش کر کے حسنِ ظن کے احتمالات بھی بیان کئے گئے ہیں!

1 فون، واٹس ایپ یا ایمو کال کے حوالے سے بدگمانیاں

2 واٹس ایپ، Imo وغیرہ پر صوتی یا تحریری پیغام کے حوالے سے بدگمانیاں

فون / واٹس ایپ / ایموکال کے حوالے سے بدگمانیاں

1 بیوی کسی کو کال کر رہی تھی، آپ کو دیکھ کر کال کاٹ دی تو (معاذ اللہ) آپ کے دل میں خیال آیا کہ کسی پرانے عاشق کو فون کر رہی ہو گی، اپنے میکے میں میری برائیاں کر رہی ہو گی،

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

مجھ سے طلاق لینے کی پلاننگ کر رہی ہو گی حالانکہ ◉ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی سہیلی کو کال کر رہی ہو اور آپ کے احترام میں اس نے کال کاٹ دی ہو ◉ ہوسکتا ہے کہ آپ کے مالی حالات کی تنگی کے پیشِ نظر کسی رشتے دار سے قرض لینے کے لئے فون کر رہی ہو اور آپ کی خودداری (self-restraint) کی وجہ سے آپ سے یہ بات چھپانا چاہتی ہو۔ رہ گئی طلاق لینے کی پلاننگ تو ہو سکتا ہے کہ وہ بڑی عمر کی کسی رشتے دار خاتون سے اس پر مشورہ کر رہی ہو کہ میں کیا ایسا کروں کہ ہماری ازدواجی زندگی (Married life) خوشگوار ہو جائے۔ انسان سوچنے بیٹھے تو اس طرح کے درجنوں اچھے احتمالات نکل سکتے ہیں جو اسے بدگمانی سے بچاسکتے ہیں۔

2 اس طرح نوجوان اولاد یا بھائی یا بہن کو فون پر بات کرتے دیکھ کر بلاوجہ شک کرنا اور بار بار ان کو طعنے مارنا کہ ان کا کسی سے چکر چل رہا ہے! اس جدید دور میں انہیں آپ کے بارے میں "چکرا" دیں گے جس سے آپ کی عزت ان کی نگاہوں میں کم ہو سکتی ہے۔ یہ بھی تو سوچا جاسکتا ہے کہ کلاس فیلو سے سبق یا امتحانات کی تیاری پر ڈس کس ہو رہی ہو (آج کل تو کلاس والوں نے واٹس اپ گروپ بنائے ہوتے ہیں) یا کلاس فیلو کے والد یا والدہ یا قریبی عزیز کے انتقال پر تعزیت کی جارہی ہو۔ وغیرہ وغیرہ

3 ہم کسی کو فون یا واٹس اپ کال کرتے ہیں لیکن دوسری طرف سے رسیو نہیں ہوتی تو ہم طرح طرح کے وسوسے پال لیتے ہیں کہ یہ متکبر ہے کسی کو گھاس نہیں ڈالتا یا میری قرض رقم واپس کرنے کے بجائے ہڑپ کرنا چاہتا ہے، میرا فون سنتے ہوئے اسے موت پڑتی ہے، اب میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھوں گا، میرا اس کے ساتھ جینا مرنا ختم! حالانکہ درجنوں صورتیں بن سکتی ہیں کہ انسان کال کیوں نہیں اٹھاتا؟ جیسے ◉ وہ نماز کے لئے مسجد میں ہو اور فون Silent پر ہو ◉ آپ کا نمبر اس کے پاس محفوظ (saved) نہ ہو کیونکہ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اجنبی نمبر سے آنے والی کال نہیں اٹھاتے ◉ وہ ایسی جگہ ہو جہاں فون لے کر جانے کی اجازت نہ ہو اور اس نے موبائل فون سکیورٹی والوں کو جمع کروادیا ہو ◉ کلاس میں پڑھ رہا ہو ◉ آفس کی میٹنگ میں ہو ◉ موبائل گھر بھول گیا ہو ◉ بازار میں ہو یا پبلک ٹرانسپورٹ میں ہو اور فون اٹھانے پر ڈکیتی کا خدشہ ہو ◉ ڈرائیونگ کر رہا ہو ◉ موبائل چارجنگ پر ہو ◉ آپ نے موٹی رقم زبردستی قرض کے طور پر مانگی یا کوئی غیر معمولی دفتری سہولت طلب کی یا اسے قرض دیا تھا وقت سے پہلے مانگنا شروع کر دیا تو ایسے میں وہ تنگ آکر آپ کی کال وصول کرنا چھوڑ دیتا ہے ◉ آپ بن بلائے کسی کی نجی دعوت میں پہنچ گئے، اب آپ گھر سے باہر کھڑے اسے کال کر رہے ہیں اور وہ شرمندگی سے بچنے کے لئے فون نہ اٹھا رہا ہو کہ یہ حضرت کہاں سے آن ٹپکے؟ ◉ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اگر واٹس اپ آن نہ ہو تو انہیں واٹس اپ کال موصول نہیں ہوتی حالانکہ ہمیں کالنگ بیل سنائی دے رہی ہوتی ہے ◉ نیٹ ورک یا موبائل کی خرابی کے باعث بعض اوقات کال کرنے والے کو کال کنیکٹنگ معلوم ہوتی ہے، جبکہ حقیقتاً کال نہیں جاتی، (ایسی صورت میں کالنگ نمبر پر فون کرلینا بہتر ہے)۔ ◉ آپ کا بات کرنے کا انداز اس قدر لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ ایک نقطے کو کتاب بنا دیتے ہیں اور آخر میں برآمد کچھ بھی نہیں ہوتا، ◉ آپ ہر بات ڈائریکٹ ہی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ بہت مرتبہ صرف چند حرفی بات ہوتی ہے اور میسج کے ذریعے بھی کام مکمل ہو سکتا ہے، پھر بھی کال کرتے رہنا ◉ بعض افراد بیمار ہو کر بستر پر پڑے ہوتے ہیں یا ان کے پاس سونے کے لئے بہت تھوڑا ٹائم ہوتا ہے، ایسے میں وہ گھر والوں کو تاکید کر دیتے ہیں کہ فلاں کے علاوہ کسی کا فون آئے تو مجھے نہ جگایا جائے ◉ یا وہ فون ہی سائلنٹ کر دیتے ہیں لیکن آپ کو اصل صورتِ حال کا پتا نہیں ہوتا اور آپ اس کے بارے میں بدگمانی کا پہاڑ کھڑا کر لیتے ہیں۔ بعضوں کو آڈیو یا تحریری پیغام پڑھنے میں سہولت ہوتی ہے ایسوں کو جھٹ سے واٹس اپ کال کرنے کے بجائے

ریکارڈڈ پیغام بھیجا جاسکتا ہے۔

صوتی یا تحریری پیغامات کے حوالے سے بدگمانیاں

کبھی ہم کال کے بجائے واٹس اپ یا ایمو وغیرہ پر صوتی یا تحریری پیغام (voice or text messages) بھیجتے ہیں، لیکن کافی وقت گزرنے پر بھی جواب نہیں ملتا۔ واٹس اپ وغیرہ میں ایسی علامات (Signs) ہوتی ہیں جن سے بھیجنے والے کو اپنے پیغام کا اسٹیٹس پتا چل جاتا ہے کہ اس کا پیغام سُنایا پڑھا جاچکا ہے جیسے ایرو کے نشانات کا نیلا ہونا۔ ایرو کا نشان نیلا ہونے پر ہمیں 100 فیصد یقین ہو جاتا ہے کہ وہ ہمارا پیغام سن یا پڑھ چکا ہے لیکن جواب نہیں دے رہا۔ جواب میں تاخیر پر ہم پچھلے صفحات میں بیان کی گئی غلط فہمیوں اور بدگمانیوں میں پڑسکتے ہیں حالانکہ نیلے نشانات کے باوجود جواب میں تاخیر اس لئے ہوسکتی ہے کہ

1 واٹس اپ کے استعمال میں لوگوں کے انداز مختلف ہوتے ہیں، کسی کی عادت ہوتی ہے کہ وہ موصول ہونے والے صوتی پیغامات کو ہاتھوں ہاتھ سن لیتا ہے جو مختصر ہوتے ہیں، جبکہ جو پیغامات طویل ہوتے ہیں انہیں دیکھ کر سنے بغیر Mark as unread کر دیتا ہے تاکہ اپنی سہولت کے حساب سے بعد میں سُن سکے۔ لیکن جس نے پیغام بھیجا ہوتا ہے جب اس کے پاس Double Blue Tick ظاہر ہوتے ہیں تو وہ بدگمانی میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ سننے کے باوجود جواب نہیں مل رہا، ہمیں نظر انداز کیا جارہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ پیغام ابھی پینڈنگ میں ہوتا ہے اور سنا بھی نہیں گیا ہوتا۔

2 بعض اوقات اس لئے فی الفور (Immediately) جواب نہیں دیا جاتا کہ سننے والا اس پیغام / شخصیت کو اہم سمجھتا ہے اور اس کے پیشِ نظر وہ فرصت کا انتظار کرتا ہے تاکہ اہتمام سے سن کر اچھے انداز سے جواب دیا جائے۔

3 بعض اوقات بھیجنے والے نے میسج دیا ہوتا ہے کسی اور پہلو پر جبکہ جس کے پاس میسج آیا وہ سمجھتا ہے کہ ہماری جو حالیہ گفتگو چل رہی تھی شاید یہ اسی پر میسج آیا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ حالیہ گفتگو والی بات کو میں کلوز کرچکا ہوں، یہ میں اب کل دیکھوں گا تو اس وجہ سے بھی بدگمانیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

4 کچھ لوگوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ انہوں نے واٹس اپ استعمال کرنے، پیغامات سننے اور جواب دینے کے لئے باقاعدہ وقت معین کر رکھا ہوتا ہے مثلاً: شام 6 تا 7۔۔۔ اب اگر 7 کے بعد میسج آگیا اور بے خیالی میں ریڈ ہوگیا اور پھر اَن ریڈ کرکے رکھ دیا تاکہ کل اپنے وقت پر ریپلائی دوں لیکن پیغام بھیجنے والا Double Blue Tick دیکھنے کے بعد بدگمانیوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

5 اسی طرح بعض اوقات موبائل گھر بچوں یا کسی اور فرد کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو کبھی ان سے Chat ریڈ ہوجاتی ہے۔

6 کئی لوگ واٹس اپ کا ویب ورژن استعمال کرتے ہیں، تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ویب پر پیغام موصول ہوا اور ریڈ ہوگیا لیکن انٹرنیٹ کی پرابلم کی وجہ سے موبائل پر نہیں آتا تو بھیجنے والا اس صورت میں بھی بدگمانی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

7 بعضوں نے عوامی نمبر مینج (Manage) کرنے کے لئے کسی فرد کو مقرر کیا ہوتا ہے جو پیغامات کو منتخب کرکے آگے پہنچاتا ہے، ایسی صورت میں آپ کا پیغام بعض اوقات اپنے مطلوب تک نہیں پہنچ پاتا۔

8 بعضوں نے سین یا ریڈ کا آپشن ہی بند کیا ہوتا ہے ایسے میں اپنے پیغام کے بارے میں یہی گمان ہوتا ہے کہ اس نے سنا یا دیکھا ہی نہیں ہے حالانکہ وہ دیکھ یا سن چکا ہوتا ہے لیکن کسی سبب سے جواب نہیں دیتا۔

بہرحال! وجہ کوئی بھی ہو ہمیں دل بڑا رکھنا چاہئے، وائس میسج کرتے وقت نیچے عنوان لکھ دیجئے یا ارجنٹ لکھ دیجئے اور مناسب وقت کے بعد ریمائنڈر (Reminder) دے دینا چاہئے۔ یا آڈیو کی جگہ لکھا ہوا پیغام بھیج دیجئے کیونکہ لکھا ہوا جلدی پڑھا جاتا ہے۔

پیغامات وصول کرنے والوں کی خدمت میں گزارشات

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرائض کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمان کا دل خوش کرنا ہے۔[5]

امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کی بڑی پیاری عادت ہے کہ جس کو جواب دینا ہوتا ہے اسے ہاتھوں ہاتھ (فوراً) دے دیتے ہیں تاکہ اس کے دل میں خوشی داخل ہو۔ یہ بات آپ دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کے پیشِ نظر ہوتی ہے کہ ریپلائی جلدی دیں یا دیر سے، دینا ہی ہے تو جلد دے کر پیغام بھیجنے والے کے دل کو راحت پہنچائی جائے۔

اس عادت کو ہم بھی اپنا سکتے ہیں اور جواب میں تاخیر ہو تو جب ریپلائی دیں تو تاخیر کی معقول وجہ (Reasonable cause) بیان کر دینی چاہئے اس سے دلوں میں دُوری پیدا نہیں ہوگی، ان شآءَ اللہ۔ لیکن خیال رہے کہ تاخیر کا عذر بیان کرنے میں جھوٹ میں نہ جا پڑیں۔ رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا: چلئے! میں اُس کے ساتھ چل دِیا، میں نے دو (2) آدمی دیکھے، ان میں ایک کھڑا اور دُوسرا بیٹھا تھا، کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لَوہے کا زَنبُور تھا، جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جبڑے میں ڈال کر اُسے گُدّی تک چیر دیتا، پھر زَنبُور نکال کر دُوسرے جبڑے میں ڈال کر چِیرتا، اِتنے میں پہلے والا جبڑا اپنی اَصْلی حالت پر لَوٹ آتا، میں نے آنے والے شخص سے پُوچھا: یہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: یہ جُھوٹا شخص ہے، اِسے قِیامت تک قبر میں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔[6]

اللہ پاک ہمیں اسلامی تعلیمات کا شعور نصیب کرے اور ان پر عمل کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) بلوچستان پوسٹ ویب ایڈیشن 29 اپریل 2024 (2) دیکھئے: شعب الایمان، 5/297، حدیث: 6706 (3) تفسیر روح البیان، 9/84 (4) مسندِ احمد، 3/547، حدیث: 10368 (5) معجم اوسط، 6/37، حدیث: 7911 (6) مساوئ الاخلاق للخرائطی، ص76، حدیث: 131، جھوٹا چور، ص14۔

نفس و شیطان سے ہوشیار رہیں

حضرت علّامہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ

رئیسُ المتکلمین حضرت علّامہ مولانا مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ امامِ اہلِ سنّت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی اور ایک عظیم علمی و روحانی شخصیت ہیں۔ اہلِ علم آپ کو رئیسُ المتکلمین اور رئیسُ الاَتْقِیا کے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1246ھ جُمادَی الاُخریٰ کی آخری یا رَجَبُ المُرَجَّب کی پہلی تاریخ کو بریلی شریف میں ہوئی۔ ساری تعلیم اپنے والدِ ماجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی جو اپنے زمانے کے زبردست عالمِ دین تھے۔[1] آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت، عقائد، اعمال اور تصوّف وغیرہ کے موضوع پر شاندار کُتُب تحریر فرمائیں۔ آپ کی تقریباً 26 تصانیف کے نام ملتے ہیں۔ اَلحمدُلِلّٰہ اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ دعوتِ اسلامی سے بھی ان کی 2 کتب تحقیقی کام کے بعد شائع کی جاچکی ہیں: (1) اَحْسَنُ الوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ (2) فَضْلُ العِلْمِ وَالعُلَمَاءِ

آپ نے ذوالقعدۃ الحرام 1297ھ بمطابق 1880ء بروز جمعرات 51 برس، 5 ماہ کی عمر میں وصال فرمایا اور والدِ محترم کے پہلو میں دَفن ہوئے۔[2]

آپ کی کتب میں دنیا کی مذمت، نفس کی مذمت و اصلاح، اخلاقی تربیت اور عشقِ رسول کی کثیر ترغیبات ملتی ہیں۔ آپ کی فکری اور اصلاحی ترغیبات کی اہمیت کے پیشِ نظر آپ کی عظیم کتاب ”سُرورُ القُلوب فِی ذِکرِ المحبوب“ میں سے نفس کی مذمت اور اصلاح کے متعلق انتہائی مفید اور قابلِ فکر کلام کا منتخب حصہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے مضمون کے طور پر شامل کیا جارہا ہے۔

شیطان کا فریب

اول شیطان بندے کو عبادت سے منع کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے: دنیا فانی ہے اور سفرِ دراز در پیش ہے، بے توشہ وزاد کس طرح قطع ہو گا؟[3]

تو (شیطان) کہتا ہے: جلدی کیا ضرور ہے ابھی عمر بہت ہے، عبادت کرلینا۔

جب بندہ کہتا ہے: موت میرے اختیار میں نہیں اور وقت اس کا معلوم نہیں، شاید ابھی مر جاؤں اور حسرت عبادت کی گور (قبر) میں لے جاؤں!

تو (شیطان) کہتا ہے: عبادت میں جلدی کر کہ نامۂ اعمال میں نیکیاں زیادہ ہو جائیں (یعنی جلدی بازی سے کام لے)۔

جب بندہ کہتا ہے: دو رکعت نماز خشوع و خضوع و قرار و

سکون کے ساتھ بہت رکعتوں سے جو جلدی پڑھی جائیں بہتر ہے۔

(شیطان) کہتا ہے: نماز اچھی طرح ادا کر دیکھنے والے تجھے سمجھیں۔

جب بندہ کہتا ہے: مجھے خدا سے کام ہے اس کی عبادت اوروں کے دکھانے کے لئے کرنا نری بے حیائی ہے۔

(شیطان مزید فریب دیتے ہوئے) کہتا ہے: اگرچہ تجھے خلق سے کچھ کام نہیں، مگر وہ خود ظاہر کرے گا اور لوگوں کے دل میں تیری قدر و منزلت بڑھائے گا۔

جب بندہ کہتا ہے: دنیا کی قدر و منزلت بیکار ہے مجھے عزت آخرت کی درکار ہے۔

تو(شیطان) کہتا ہے: اس قدر مشقت نہ کر اگر ازل[4] میں تجھے بہشتی کیا، عبادت کی کیا حاجت اور جو دوزخی کیا تو اس سے کیا فائدہ حاصل ہو گا؟

بندہ کہتا ہے کہ عبادت و ریاضت میرے حق میں بہر حال مفید ہے اگر بہشتی ہوں تو مرتبہ بڑھے گا اور خدانخواستہ دوزخی ہوں تو عذاب کم ہو گا اس لئے کہ خدا محنت کسی کی رائیگاں نہیں کرتا۔

اس وقت شیطان لاچار ہو جاتا ہے اور نفس سے کہ اُس کا استاد ہے، مدد چاہتا ہے کہ اسے عُجب[5] کی گھاٹی میں ہلاک کرے۔ انسان کو چاہیے کہ جس وقت یہ سرکش(نفس) اِترائے(تو اُسے) کہے: اے نفس! تیری نماز اگرچہ لاکھ اخلاص کے ساتھ ہو اس سے زیادہ نہیں جیسے کوئی مفلس نادار مٹھی بھر جَو بادشاہ کے حضور بھیجے، خدائے تعالیٰ تیرے اس حقیر تحفے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖؕ [6]

نفس کی تادیب کرو!

عامر بن قیس ہر روز ہزار رکعت پڑھتے، بستر پر آتے، فرماتے: اے نفس! خدا کی قسم میں تجھ سے ناخوش ہوں کہ تو خدا کی عبادت میں کاہلی کرتا ہے؟[7]

ابن سماک اکثر فرمایا کرتے: اے نفس! تُو زاہدوں کی سی باتیں کرتا ہے اور منافقوں کے کام، بہشتی اور لوگ ہیں اور عمل ان کے اور طرح کے ہوتے ہیں۔[8]

(اے بندے) پس تو بھی اپنے نفس کی تہذیب و تادیب کی طرف متوجہ ہو اور اس سے کہہ اے نفس! اگر سپاہی بادشاہ کا کسی کو پکڑنے آئے اور وہ کھیل میں مشغول رہے اس سے زیادہ احمق کون ہے؟ غور سے دیکھ کہ لشکر مُردوں کا دروازۂ شہر پر بیٹھا ہے اور عہد کرتے ہیں کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیں گے ہر گز نہ اٹھیں گے اور بہشت و دوزخ تیرے لئے تیار ہے اور موت کا وقت معلوم نہیں، ناگاہ(اچانک) سر پر آجائے گی اور جو سامان تیار نہ ہو گا تو دل میں حسرت رہ جائے گی۔

اے نفس! اگر تیرا غلام یا نوکر تیری نافرمانی کرے تو کس قدر ناگوار ہوتا ہے اور تو اپنے آقا کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے غضب سے نہیں ڈرتا کیا اس کے عذاب کی تجھے طاقت ہے؟ ذرا چراغ پر انگلی رکھ یا دھوپ میں بیٹھ کر غور کر کہ تحمل دوزخ کی آگ کا ہو سکے گا یا نہیں؟ (یعنی غور کر کہ دوزخ کی آگ برداشت ہو سکے گی یا نہیں؟)

اے نفس! طبیب کے کہنے سے سب خواہشیں ترک کر دیتا ہے اور فقیری کے خوف سے تحصیل معاش میں ہزار رنج و تکلیف اٹھاتا ہے کیا تیرے نزدیک دوزخ بیماری اور دنیا کی محتاجی سے زیادہ سخت نہیں؟

اے نفس! اگر تُو خدا کی تقسیم پر راضی ہے تو قناعت کر اور جو راضی نہیں تو اس کا رزق مت لے، اور رازِق ڈھونڈ اگر ڈھونڈ سکے۔

اے نفس! خدا جس بات کو منع کرے، مت کر اور جو حکم دے، بجا لا، ورنہ اس کے ملک سے نکل جا اگر نکل سکے، اس کے ملک میں رہنا اور اس کی نافرمانی کرنا بڑی نادانی ہے۔

اے نفس! گناہ سب سے چھپا کر کرتا ہے اگر کوئی تیری پیٹھ کے پیچھے پنکھا جھلے تو ہر گز تجھ سے مباشرت (ہمبستری) اور

چوری نہ ہوسکے اور غور سے دیکھ! ان درختوں کو کون ہلاتا ہے ؟اور تُوکس کے سامنے گناہ کرتا ہے ؟

اے نفس! اگر تو سمجھتا ہے کہ خدا نے تجھے عبث(فضول) پیدا کیا ہے تو منکرِ قراٰن ہے(کیونکہ رب کا فرمان ہے): اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ(۱۱۵)[9] (ترجَمۂ کنزالایمان: تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں) اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًى(۳۶)[10] (ترجَمۂ کنزالایمان: کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا)

اے نفس! تو دو حرف سیکھ کر ایسا مغرور ہوا کہ دونوں عالَم میں نہیں سماتا، دستار خواجگی(یعنی سرداری کی پگڑی) سر پر رکھ کر خلقِ خدا کو حقیر سمجھتا ہے اور کسی کو شہر میں گفتگو کرنے کے قابل نہیں جانتا، سبب اس کا یہ ہے کہ تو نے منطق و حکمت اور جدل و بحث میں عمرِ عزیز اپنی ضائع کی، علمِ دین سے بے بہرہ رہا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ علوم بقدرِ ضرورت جائز اور حاجت سے زیادہ حرام اور حرام کو کمال سمجھنا بڑی نادانی ہے۔

اے نفس! اگر تو نے علمِ دین حاصل بھی کیا تو اس میں فکر نہ کی اگر فکر کرتا تو اپنی حقیقت سے واقف ہوتا اور اپنے عمل پر ناز نہ کرتا کہ یہ علم و عمل خدا کی عنایت ہے نہ تیری استعداد و لیاقت اور بالفرض اگر تیری استعداد و لیاقت کو کچھ دخل ہو تو وہ بھی اسی کی عنایت سے ہے۔

اے نفس! جو تیرا عیب ظاہر کرے اس کا دشمن ہوتا ہے، اگر اسے عیب سمجھتا ہے چھوڑ کیوں نہیں دیتا، رات دن شیطان کی غلامی کرتا ہے اور دعویٰ خدا کی بندگی کا رکھتا ہے، عبادت و ریاضت اس لئے کرتا ہے کہ پگڑی خواجگی اور پارسائی کی تیرے سر پر باندھیں (یعنی سرداری و پاکیزگی عطا کریں) اور وظائف اس لئے پڑھتا ہے کہ فراغت دنیا کی تجھے حاصل ہو، تسبیح و مرقع اس لئے ہے کہ لوگ تیرے معتقد ہوں اور پلاؤ و زردہ کھانے میں آئے۔

اے نفس! توبہ کیوں نہیں کرتا؟ ہمیشہ کل پر ڈالتا ہے ناگہاں موت آجائے گی اور حسرت و ندامت دل میں رہ جائے گی، کل توبہ آج سے آسان نہ ہوگی بلکہ جس قدر درختِ گناہ کی جڑ زیادہ دن رہے گی، زیادہ مضبوط ہوتی جائے گی، جب کل، آج سے سخت تر دیکھے گا دوسرے دن پر ٹالے گا اس طرح کام تمام ہو جائے گا اور انجام خراب۔

اے نفس! جوانی میں بڑھاپے سے پہلے اور بڑھاپے میں مرنے سے آگے عبادت نہیں کرتا اور جاڑے(سردی) سے سامان گرمی اور گرمی سے سامان جاڑے کا درست کرتا ہے کیا دوزخ کی زمہریر کو اس سردی اور اس کی آگ کو اس گرمی سے بھی کم جانتا ہے؟

اے نفس! اگر تمام دنیا تجھے بے مزاحمت دیں اور سب عالَم تیرا محکوم ہو جائے، آخر کار چھوڑنا پڑے اور دو گز زمین اور چار گز کفن سے زیادہ ہاتھ نہ آئے، ایسی بے وفا کے لئے آخرت کو کہ دائم باقی ہے برباد کرتا ہے اور سونے کے بدلے ٹھیکرے خریدتا ہے اور دوسروں کی نادانی پر ہنستا ہے پہلے آپ کو سنوار پھر اوروں کو راہ پر لا کہ ثواب علم و عمل و تعلیم و ہدایت کا ہاتھ آئے اور نام تیرا علمائے دین میں لکھا جائے لیکن اس جگہ ایک اور امر قابلِ بیان کے ہے کہ عالِم دین ہر چند بے عمل ہو عوام کو چاہیے کہ اس کی نصیحت پر عمل کریں اور اسے اپنا مُرَبِّی اور مرشد سمجھیں اور تعظیم اور توقیر اس کی بجالائیں اور وجود اس کا غنیمت جانیں کہ وہ اپنی راہ میں کانٹے بوتا ہے لیکن انہیں راہِ راست بتاتا ہے، مثال اس کی مانندِ چراغ کے ہے کہ آپ جلتا اور اوروں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

---

(1) جواہر البیان فی اسرار الارکان، ص6 (2) جواہر البیان فی اسرار الارکان، ص10 (3) یعنی دنیا فانی ہے اور اخروی زندگی کا سفر نہ ختم ہونے والا ہے، جو کہ نیک اعمال کے بغیر بہت مشکل ہے۔ (4) یعنی ہمیشہ ہمیشہ سے (5) خود پسندی (6) ترجمہ کنزالایمان: اور جو ستھرا ہوا تو اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا (پ22، فاطر:18) (7) الاولیاء لابن ابی الدنیا، ص41، رقم:101 (8) تاریخ بغداد، 3/347، رقم: 916 (9) پ18، المؤمنون:115 (10) پ29، القیامۃ:36۔

یہ بھی امانت ہے!

مولانا محمد اُحد رضا عطاری مدنی*

تعمیراتی کام کے سلسلے میں اینٹیں درکار تھیں، جس کی خریداری کے لئے دادا ابّو نے اینٹوں کی بھٹی (Bricks kiln) کی سمت رُخ کیا، وہاں پہنچے تو آس پاس تین چار بھٹیاں تھیں۔ دادا جی ایک بھٹی والے کے پاس گئے اور دُعا و سلام کے بعد کہنے لگے: "جناب آپ کے پاس میری ایک امانت ہے۔" وہ چونکا اور بڑی حیرانی سے پوچھنے لگا: بابا جی! بھلا میرے پاس آپ کی کونسی امانت ہے؟ دادا جی مسکراتے ہوئے کہنے لگے: جناب! کسی کو اچھا مشورہ دینا بھی تو امانت ہے! اس نے کہا: کیوں نہیں! کیوں نہیں! آپ پوچھئے؛ دادا جی نے اینٹوں کی کوالٹی اور ان کی تیاری میں شامل میٹیریل کے بارے میں پوچھا، جس پر بھٹی والے نے تمام تفصیلات بیان کر دیں۔

اس واقعہ میں جہاں اور لطیف پہلو ہیں، ان میں سے ایک "مشورہ امانت ہے!" کا بھی ہے۔ جی ہاں! کسی کو اچھا مشورہ دینا بھی ایک امانت ہے بلکہ اگر کوئی مشورہ لینے آئے تو اسے اچھا اور درست مشورہ دینا واجب ہے۔[1] حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اپنے بھائی کو کسی معاملے میں مشورہ دے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ دُرستی اس کے علاوہ میں ہے اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔[2] یعنی اگر کوئی مسلمان کسی سے مشورہ حاصل کرے اور وہ دانستہ غَلَط مشورہ دے تاکہ وہ مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو وہ مُشیر (یعنی مشورہ دینے والا) پکّا خائن (خیانت کرنے والا) ہے۔[3] اور اگر موقع اور صورتِ حال کے مناسب مشورہ بن نہ پڑے تو معذرت کرلی جائے ورنہ کم اَز کم ایسا مشورہ دیا جائے کہ اگر خود پر وہی صورتِ حال پیش آتی تو کیا کرتے جیسا کہ ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ فَاِذَا اسْتُشِیرَ فَلْیُشِرْ بِمَا هُوَ صَانِعٌ لِنَفْسِهٖ یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے لہٰذا جب مشورہ لیا جائے تو چاہئے کہ وہ ایسا مشورہ دے جو اپنے لئے کرنا چاہتا۔[4] بلکہ ایک مُفکر نے یہاں تک کہا کہ اگر تجھ سے تیرا دشمن بھی مشورہ کرے تو اسے عمدہ مشورہ دے کیونکہ مشورہ کرنے سے اس کی تیرے ساتھ دشمنی محبت میں بدل جائے گی۔[5]

یاد رہے کہ جس طرح روپیوں، پیسوں اور مال و سامان کی امانتوں میں خیانت حرام ہے اسی طرح باتوں، کاموں اور عہدوں کی امانتوں میں بھی خیانت حرام ہے۔ بلکہ ہر قسم کی امانتوں میں خیانت حرام ہے اور ہر خیانت جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[6] اللہ پاک قراٰنِ کریم میں فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَاۙ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔[7]

"امانت" کے مفہوم میں وسعت ہے، حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امانت داری ہر چیز میں لازم ہے، غسلِ جنابت، نماز، روزہ، زکوٰۃ کے علاوہ ناپ تول اور لوگوں

* شعبہ اُردو لغت، المدینۃ العلمیہ

کی امانتوں کے معاملے میں بھی اس کا لحاظ رکھا جائے گا۔[8]
خیانت، امانت کی ضد ہے خفیۃً کسی کا حق مارنا خیانت کہلاتا ہے۔ خواہ اپنا حق مارے یا اللہ و رسول کا یا اسلام کا یا کسی بندہ کا۔[9]

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ امانت کی تین قسمیں (Types) ہیں: 1 اللہ پاک کی امانتیں کہ انسان کے اعضا (organs) رب کی امانتیں ہیں۔ ان سے اللہ کی اطاعت کرنا امانت داری ہے اور ان کے ذریعہ برے کام کرنا ان اعضا کی خیانت، اس میں ساری نیکیاں کرنا اور سارے گناہوں سے بچنا داخل ہے۔ 2 اپنے نفس کی امانت داری کہ ہم پر ہمارے نفس کے حقوق مثلاً جائز طور پر کھانا، سونا اور آرام کرنا امانت داری ہے جبکہ بھوکا رہ کر ہلاک ہو جانا وغیرہ خیانت۔[10] 3 بندوں کے ساتھ معاملات میں امانت داری یہ ہے کہ لوگوں کی امانتیں انہیں لوٹائی جائیں، ناپ تول میں کمی کرنے سے بچا جائے، لوگوں کی پردہ پوشی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔[11]

ان صورتوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو مسلمان کا ہر قدم امانت کے دائرے میں رہنا ضروری قرار پاتا ہے۔ اسی بات کو حکیمُ الاُمّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ بڑے پیارے انداز میں سمجھاتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرماتے ہیں: مسلمان اُس ڈاکیہ (post man) کی طرح ہے جو ڈاک کا تھیلہ لے کر دفتر سے چلے، جس میں سینکڑوں کی امانتیں ہیں اگر ایک منی آرڈر یا پارسل غلط تقسیم ہوگیا تو اس کی پکڑ ہے۔ کامیاب ڈاکیہ وہ ہے جو سب کی امانتیں (Behongings) درست طور پر تقسیم کرکے لوٹے اور کامیاب مسلمان وہ ہے جو تمام کے حقوق ادا کرکے اپنے گھر یعنی قبر میں جائے۔[12]

امانت کی تین اقسام سے متعلق چند صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

راز کی بات بھی ایک امانت ہے کسی نے آپ سے اپنے راز کی بات کہی اور ساتھ میں یہ بھی کہہ دیا کہ یہ بات امانت ہے کسی سے مت کہئے گا مگر وہ بات آپ نے کسی سے کہہ دی تو یہ امانت میں خیانت ہو گئی۔ اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلْحَدِیْثُ بَیْنَکُمْ اَمَانَۃٌ یعنی تمہاری باہمی گفتگو امانت ہے۔[13]

بات امانت ہونے کا قرینہ امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ اس کے متعلق لکھتے ہیں: بات کے امانت ہونے کے لئے یہ شرط نہیں کہ کہنے والا صراحۃً (یعنی صاف لفظوں میں) منع کرے کہ کسی کو مت بتانا، بلکہ اگر وہ بات کرتے ہوئے اِس طرح اِدھر اُدھر دیکھے کہ کوئی سُن تو نہیں رہا! یہ بھی بِالکل واضح قرینہ ہے کہ یہ بات امانت ہے۔ چُنانچہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ارشادِ امانت بنیاد ہے: جب کوئی آدمی بات کرکے اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ بات امانت ہے۔[14]

لہٰذا زبان کی اِس (راز فاش کرنے کی) آفت کا علم اور اس سے اجتناب ضروری ہے کہ خواہی نخواہی ایک مسلمان کو تکلیف پہنچانا ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو رازداں بنائیں تو ایک کیلئے دوسرے کا وہ راز فاش کرنا جائز نہیں جس کا فاش ہونا پہلے کو ناگوار گزرے۔[15]

عہدہ و منصب ایک امانت ہر چھوٹا بڑا عہدہ اور منصب ایک امانت ہے یعنی جس کو کوئی عہدہ سپرد کیا جائے تو وہ اپنے عہدے سے متعلق کسی قسم کی کمی کوتاہی اور خلافِ شریعت کام کرکے خیانت نہ کرے، ماتحت افراد کے ساتھ ناانصافی و ظلم نہ کرے، اپنے فرائضِ منصبی اسلامی تقاضوں کے مطابق بخوبی ادا کرے۔ ایک مرتبہ ابوذر غفاری رضی اللہُ عنہ نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کسی عہدے کے متعلق عرض کی تو حضور علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! تم کمزور ہو اور یہ (حکومت و منصب) امانت ہے اور قیامت کے دن رسوائی و ندامت ہے سوائے اس کے جو اسے حق کے ساتھ لے اور اس کی ذمہ داریاں پوری کرے۔[16]

عہدوں کے امانت ہونے کے ساتھ اس حدیثِ مبارکہ سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص منصب کا خواہش مند ہے جو اس کی ذمہ داریاں نہیں نبھا سکتا تو اسے اس منصب سے باز رکھا جائے گا بلکہ احادیث کی رُو سے زیادہ علم والے اور مقبولِ خداوندی کے بجائے کسی اور کو منصب دے دینے والے کو خیانت کرنے والا بتایا گیا جیسے زیادہ علم والے کے ہوتے ہوئے کم علم

کو کسی گروہ کا نگران یا نمائندہ یا نماز کیلئے امام بنا دینا۔[17] چنانچہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو کسی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کرے اور ان میں وہ ہو جو اس شخص سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ ہے تو بے شک اُس نے اللہ پاک، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور مسلمانوں سب کے ساتھ خیانت کی۔[18]

اسی طرح اگر کوئی ذمہ داری مل گئی تو اس کے تقاضے پورے پورے نبھائے جائیں کیونکہ اب اس میں بلا اجازت شرعی کیا جانے والا تصرف اس امانت میں خیانت کہلائے گا۔[19] رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں جو کوئی ہمارے کسی کام پر مقرر ہو اور وہ ایک سوئی یا اس سے بھی کم چیز کو ہم سے چھپائے گا وہ خیانت کرنے والا ہے، قیامت کے دن اُسے لے کر آئے گا۔[20] یعنی خیانت اگرچہ معمولی سی چیز کی ہی کیوں نہ ہو تب بھی گناہِ کبیرہ ہے اور خیانت کرنے والے کے لئے توبہ کے ساتھ ساتھ اِس چیز کو واپس کرنا بھی ضروری ہے۔[21]

منصبِ امامت و اذان بھی امانت! امام ساری قوم کی نمازوں اور دعاؤں کا امین ہے، اسی لئے ایسے امام کو حدیث میں خائن کہا گیا کہ جو (بعدِ نماز) خاص اپنے لئے دعا کرے اور ان (مقتدیوں) کے لئے نہ کرے۔[22] نیز ایک اور حدیث مبارکہ ہے: اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ یعنی امام ذمہ دار اور مؤذن امانت دار ہے۔[23] وضاحت: امام مقتدیوں کی نماز کا ذمہ دار ہے، اور اپنی نماز کے ضمن میں ان کی نمازوں کو لئے ہوئے، (مؤذن امین یوں) کہ لوگوں کی نمازیں اور روزے اس کے پاس گویا امانتیں ہیں۔[24]

شراکت (Partnership) میں امانت داری رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں دو شریکوں (Partners) کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے خیانت نہ کرے اور جب خیانت کرتا ہے تو ان کے درمیان سے میں نکل جاتا ہوں (مشکاۃ شریف میں ہے کہ) اور ان کے درمیان شیطان آجاتا ہے۔[25] شرح: یعنی اپنی برکت نکال لیتا ہوں، بے برکتی داخل فرما دیتا ہوں، یہ تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ جب تک تجارت میں نیک نیتی سے شرکت رہے بڑی برکت ہوتی ہے اور جہاں نیت خراب ہوئی تو برکت گئی اور دکان کا دیوالیہ ہوا بارہا کا تجربہ ہے۔[26]

میاں بیوی کے معاملات امانت میاں بیوی ایک دوسرے کے امین ہیں؛ اگر ان دونوں میں سے کسی نے نجی گفتگو یا معاملات کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو خیانت کی جس کے متعلق حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا گیا: قیامت کے دن اللہ پاک کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس جائے، بیوی اس کے پاس آئے اور پھر وہ اپنی بیوی کا راز ظاہر کردے۔[27]

گھر گرہستی اور امانت علمائے کرام فرماتے ہیں کہ عورت پر واجب ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں اس کی عزت اور مال میں خیانت نہ کرے۔[28] ایک عورت کے لئے شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد (ضائع) کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔[29]

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمارے ذمے آنے والی امانتوں اور ذمہ داریوں کو باخوبی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) لمعات التنقیح، 4/10 - مراٰۃ المناجیح، 2/404 (2) ابوداؤد، 3/449، حدیث: 3657 (3) مراٰۃ المناجیح، 1/212 (4) معجم اوسط، 1/597، حدیث: 2195 (5) المستطرف، 1/132 (6) جہنم کے خطرات، ص67، 68 ملخصاً (7) پ5، النسآء: 58 (8) تفسیر قرطبی، 3/178، النسآء، تحت الآیۃ: 58 (9) مراٰۃ المناجیح، 4/62 (10) ملخص از تفسیر نعیمی، 5/159 (11) تفسیر کبیر، 4/109، النسآء، تحت الآیۃ: 58 (12) تفسیر نعیمی، 5/160 (13) موسوعۃ ابن ابی الدنیا، 7/244، حدیث: 406 (14) ترمذی، 3/386، حدیث: 1966 - غیبت کی تباہ کاریاں، ص428 (15) شعب الایمان، 7/520، حدیث: 11191 (16) مسلم، ص783، حدیث: 4719 (17) مجمع الزوائد، 5/382، حدیث: 9071 - التیسیر شرح الجامع الصغیر، 2/396 مفہوماً (18) مستدرک للحاکم، 5/126، حدیث: 7105 (19) عمدۃ القاری، 1/328 بتغیر قلیل (20) مسلم، ص787، حدیث: 4743 (21) فیضان ریاض الصالحین، 3/203 ملخصاً (22) ترمذی، 1/373، حدیث: 357 - مراٰۃ المناجیح، 1/174 (23) ابوداؤد، 1/218، حدیث: 517 (24) مراٰۃ المناجیح، 1/414 ملتقطاً (25) ابوداؤد، 3/350، حدیث: 3383 - مشکاۃ المصابیح، 1/542، حدیث: 2933 (26) مراٰۃ المناجیح، 4/310 (27) مسلم، ص579، حدیث: 3543 (28) الزواجر، 2/95 (29) جنتی زیور، ص51۔

حضرت ضِمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

صحابیِ رسول حضرت ضِمام بن ثَعلبہ رضی اللہ عنہ عمدہ اوصاف کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سمجھدار بھی تھے رحمتِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تعریفی کلمات ادا کرکے آپ کی سمجھداری پر مُہر لگادی،[1] آپ کوئی بات لگی لپٹی نہ رکھتے جو بات کرنی یا پوچھنی ہوتی تو صاف اور واضح الفاظ میں پوچھ لیتے، کلام مختصر اور جامع کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانِ حق سے یہ کلمات جاری ہوئے: میں نے حضرت ضمام بن ثعلبہ سے بڑھ کر مختصر اور بہترین انداز میں سوال کرنے والا کسی کو نہ پایا،[2] آپ رضی اللہ عنہ حق کو قبول کرنے والے بھی تھے کہ جب حق واضح ہوجاتا تو اسے قبول کرنے میں تاخیر نہ کرتے، آپ امین بھی تھے جو باتیں رسولِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سنیں وہی باتیں قوم تک پہنچائیں، آپ حوصلہ مند اور اصلاح کا جذبہ رکھنے والے مبلغ بھی تھے کہ قوم نے آپ کو ڈرایا دھمکایا لیکن آپ نے ان کی دھمکیوں کا خیال نہ کیا اور نیکی کی دعوت جاری رکھی یہاں تک کہ پورا قبیلہ مسلمان ہوگیا اور وہاں پرچمِ اسلام لہرانے لگا۔ برکتوں سے مالامال حضرت ضمام بن ثعلبہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے: ہم نے کسی قوم کے قاصد کے بارے میں نہیں سنا کہ وہ حضرت ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔[3] ایک قول کے مطابق یوں فرمایا: ہم نے کسی قوم کے قاصد کے بارے میں نہیں سنا کہ اس نے حضرت ضمام بن ثعلبہ کے بارے میں کوئی ناپسندیدہ بات کہی ہو۔[4]

بارگاہِ رسالت میں سن 9 ہجری میں[5] قبیلہ بنو سعد نے حضرت ضمام بن ثعلبہ کو اپنا قاصد بناکر بارگاہِ رسالت میں بھیجا، آپ نے مسجدِ نبوی شریف کے دروازے پر اپنے اونٹ کو بٹھا کر رسی سے باندھا اور مسجد میں داخل ہوگئے، مالکِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس وقت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جلوہ فرما تھے[6] آپ نے پوچھا: حضرت عبد المطلب کے بیٹے کون ہیں؟ صحابۂ کرام نے مختارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف اشارہ کرکے بتایا: یہ ٹیک لگائے ہوئے سرخ وسفید رنگت والے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قریب گئے اور کہنے لگے:[7] میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا، لہجہ سخت ہو جائے گا آپ دل میں بُرا محسوس نہ کیجئے گا، سردارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں دل میں بُرا محسوس نہیں کروں گا جو چاہے سوال کرلو![8]

سوال: آسمان کو کس نے پیدا کیا؟ ارشاد فرمایا: اللہ نے! **سوال:** زمین کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا: اللہ نے! **سوال:** ان پہاڑوں کو کس نے کھڑا کیا اور ان میں نفع بخش پوشیدہ چیزیں کس نے رکھیں؟ فرمایا: اللہ نے![9] **سوال:** میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو ہماری طرف رسول بناکر بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں! **سوال:** میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ اللہ کے ساتھ عبادت میں کسی

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

کو شریک نہ کریں؟ فرمایا: ہاں![10] **سوال:** آپ کو آپ کے رب اور آپ سے پچھلوں کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے؟ فرمایا: ہاں! **سوال:** میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ وقت کی نماز پڑھیں؟ فرمایا: ہاں![11] **سوال:** میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم رمضان کے مہینے میں روزے رکھیں؟ فرمایا: ہاں![12] **سوال:** میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مالداروں سے صدقہ لیں اور ہمارے غریب لوگوں میں اسے تقسیم کردیں؟ فرمایا: ہاں![13] **سوال:** میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں! کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم میں جو بیتُ اللہ کا حج کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ حج کرے؟ فرمایا: ہاں![14] آخر میں آپ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میں آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں میں اپنی قوم بنو سعد کی طرف سے قاصد ہوں، میرا نام ضِمام بن ثَعلبہ ہے۔[15] ایک روایت میں ہے کہ سرورِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے بارے میں جواب ارشاد فرمانے کے بعد اسلام میں حرام کردہ اشیاء کو بیان کیا[16] تو آپ نے عرض کی: ان بری باتوں سے تو ہم پہلے ہی بچتے تھے،[17] پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر کہا: میں وہی کروں گا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے اور ان باتوں (کو دوسروں کو بتانے) میں نہ کمی کروں گا اور نہ (اپنی طرف سے) کچھ اضافہ کروں گا،[18] آپ جب واپس جانے لگے تو جانِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: سمجھدار مرد ہے۔[19] ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا: اگر اس دو زلفوں والے نے سچ کہا ہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔[20] حضرت ضمام بن ثعلبہ اونٹ کے پاس آئے، اس کی رسی کھولی سوار ہوئے اور قوم کے پاس واپس آ گئے۔[21]

قبیلہ واپسی ہوئی قبیلہ پہنچے تو سب لوگ آپ کے قریب جمع ہو گئے اور پوچھنے لگے: اے ضمام! وہاں کیا ہوا؟ آپ نے قوم کے جھوٹے معبود لات و عُزّیٰ کو سخت جملے کہنے شروع کر دیئے، یہ دیکھ کر قوم کہنے لگی: انہیں بُرا مت کہو! اپنے آپ کو برص، جذام اور جنون سے بچاؤ (کہیں یہ معبود بُرا کہنے کی وجہ سے تم کو ان بیماریوں میں مبتلا نہ کر دیں)، آپ نے فرمایا: تمہارا بُرا ہو! تم صرف باطل پر ہو، اللہ کی قسم! یہ نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی فائدہ، بے شک اللہ پاک نے ایک رسول ہادیِ دوعالَم کو بھیجا ہے اور ایک دین کو لازم کر دیا ہے میں تمہارے پاس اسی نبیِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دینی احکامات لایا ہوں۔[22] اللہ پاک نے اپنے حبیبِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ایک کتاب نازل کی ہے تم جن برائیوں میں مبتلا ہو آقائے دوعالَم تمہیں ان سے بچانا چاہتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں تمہارے پاس ان ہی کی طرف سے وہ احکامات لایا ہوں جن کا انہوں نے حکم دیا ہے اور جن باتوں سے منع کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس دن کی شام گزرنے بھی نہ پائی تھی کہ ہر عورت اور مرد مسلمان ہو چکا تھا،[23] پھر ان لوگوں نے قبیلہ میں مساجد بنائیں اور نماز کے لئے اذانیں دینے لگے۔[24] جب کسی بات میں اختلاف ہوتا تو ایک دوسرے سے کہتے: اپنے قاصد (حضرت ضمام) کی بات کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔[25] حضرت ضِمام بن ثَعلبہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات کے بارے میں کتبِ تاریخ خاموش ہیں۔[26]

---

(1)زرقانی علی المواہب، 5/199 (2)معجم الصحابہ للبغوی، 3/402 (3)دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/377 (4)الجلیس الصالح لابن طرار النہروانی، 1/492 (5)زرقانی علی المواہب، 5/193 (6)دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/374 (7)سبل الہدیٰ والرشاد، 6/353 (8)دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/374 (9)سبل الہدیٰ والرشاد، 6/353 (10)دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/374 (11)بخاری، 1/39، حدیث:63 (12)معجم الصحابہ للبغوی، 3/402 (13)بخاری، 1/39، حدیث:63 (14)معجم الصحابہ للبغوی، 3/402 (15)بخاری، 1/39، حدیث:63 (16)استیعاب، 2/305 (17)معجم الصحابہ للبغوی، 3/402 (18)استیعاب، 2/305 (19)سیرت حلبیہ، 3/309 (20)استیعاب، 2/305 (21)دلائل النبوۃ للبیہقی، 5/375 (22)مسند بزار، 11/386 (23)مستدرک، 3/600، حدیث:4437 (24)سیرت ابن کثیر، 4/118 (25)الاکتفاء للحمیری، 1/606 (26)زرقانی علی المواہب، 5/199۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے دستِ رحمت کا فیض پانے والے

مولانا اویس یامین عطاری مَدَنی*

قارئینِ کرام! اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں اپنے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اُسوۂ حسنہ (یعنی سیرت مبارکہ) کو ہمارے لئے بہترین نمونہ قرار دیا ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بیشک تمہیں رسولُ اللہ کی پیروی بہتر ہے۔[1] رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی پوری زندگی پاکیزہ اَخلاق و عادات کا سرچشمہ تھی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی زندگی کی عبادات (یعنی نماز، روزہ، حج وغیرہ) کے معاملات ہوں یا رہن سہن (مثلاً اُٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، بات چیت وغیرہ) کے یا لَین دین (یعنی تجارت، قرض، امانت وغیرہ) کے معاملات ہوں سب میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ذاتِ گرامی رہتی دنیا تک ایک بہترین رول ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ میں ہمیں بڑوں کی عزت واحترام کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا دونوں ہی چیزیں ملتی ہیں، اس مضمون میں ہم اُن مختلف واقعات کا بیان کریں گے کہ جن میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے کسی کے سَر پر دستِ شفقت پھیرا، آیئے! 20ایمان افروز واقعات پڑھ کر اپنے دلوں کو محبتِ رسول سے سرشار کیجئے۔

1 حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہ

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میرے گھر تشریف فرماتھے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کسی کو بھی گھر میں داخل نہیں ہونے دینا، حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوگئے، تو میں نے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے رونے کی آواز سنی، میں نے گھر میں جھانک کر دیکھا تو امام حسین رضی اللہُ عنہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم روتے ہوئے ان کے سَر پر دستِ شفقت پھیر رہے تھے، میں نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! مجھے علم نہیں کہ یہ گھر میں کب داخل ہوئے؟ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: جبریلِ امین علیہ السّلام گھر میں ہمارے ساتھ تھے، جبریلِ امین علیہ السّلام نے عرض کی: کیا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم حضرت حسین سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں میں دنیا میں اس سے زیادہ محبت کرتا ہوں، جبریلِ امین علیہ السّلام نے عرض کی: عنقریب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی امت ان کو کربلا کی زمین پر قتل کردے گی، پھر جبریلِ امین علیہ السّلام نے کربلا کی مٹی اُٹھا کر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو دکھائی۔[2]

2 حضرت محمد بن حاطِب جُمَحی رضی اللہُ عنہما

آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میری والدہ حضرت اُمِّ جمیل رضی اللہُ عنہا میرے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ میں تمہیں حبشہ سے لے کر مدینۂ منورہ آرہی تھی تو مدینۂ منورہ سے ایک یا دو دن کے فاصلے پر رکی اور تمہارے لئے کھانا پکانے لگی کہ لکڑیاں ختم ہوگئیں، میں لکڑیاں تلاش کرنے نکلی تو تم نے ہانڈی گرادی جو اُلٹ کر تمہارے بازو پر گری، میں تمہیں لے کر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ محمد بن حاطب ہے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تمہارے منہ میں اپنا لُعابِ دہن ڈالا، تمہارے سَر

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

پر ہاتھ پھیرا، تمہارے لئے بَرَکت کی دُعا فرمائی، اپنا لُعابِ دہن تمہارے ہاتھ پر لگایا اور یہ الفاظ پڑھے: اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاس وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا یعنی اے لوگوں کے رب! اس تکلیف کو دور فرما اور شفا عطا فرما کیونکہ تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما جو بیماری کا نام ونشان بھی نہ چھوڑے۔ حضرت اُمِّ جمیل کہتی ہیں کہ میں تمہیں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس سے لے کر اُٹھی بھی نہیں تھی کہ تمہارا ہاتھ ٹھیک ہو گیا تھا۔[3]

3 حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں عُقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چَرایا کرتا تھا، ایک دن رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کے ساتھ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، لیکن میں اس پر امین ہوں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر نَر جانور نہ آیا ہو؟ تو میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس ایسی بکری لے آیا، نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو اُس کے تھنوں میں دودھ اُتر آیا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ایک برتن میں اُس کا دودھ دوہا، خود بھی پیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کو بھی پلایا، پھر بکری کے تھنوں سے فرمایا کہ سکڑ جاؤ تو بکری کے تھن سکڑ گئے۔ میں کچھ دیر بعد رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس آیا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے عرض کی: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! مجھے بھی یہ سکھا دیجئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور مجھے دُعا دی کہ اللہ پاک تم پر رحمتیں نازل فرمائے، بے شک تم سمجھ دار لڑکے ہو۔[4]

4 حضرت محمد بن انس بن فَضالہ رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مدینہ تشریف لائے تو میں دو ہفتے کا تھا، مجھے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں لایا گیا، نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور مجھے دعائے برکت سے نوازا۔[5] آپ رضی اللہُ عنہ کے صاحبزادے حضرت یونس فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب نے لمبی عمر پائی تھی، آپ کے سر کے تمام بال بڑھاپے کی وجہ سے سفید ہو گئے تھے لیکن سر کے وہ بال جہاں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے دستِ شفقت پھیرا تھا وہ سفید نہیں ہوئے تھے۔[6]

5 حضرت سائب بن یزید رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: مجھے میری خالہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں لے گئیں اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! میرا بھانجا بیمار ہے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے سَر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی، پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے وُضو فرمایا تو میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے وُضو کا پانی پیا، پھر میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت دیکھی۔[7]

6 حضرت قُرط بن ابورِمثہ رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہ نے اپنے والد حضرت ابورِمثہ رضی اللہُ عنہ کے ساتھ مدینۂ منورہ ہجرت کی، نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت ابورِمثہ رضی اللہُ عنہ سے پوچھا کہ یہ تمہارا بیٹا ہے؟ حضرت ابورِمثہ رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: جی ہاں۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت قُرط رضی اللہُ عنہ کو بُلا کر اپنی گود مبارک میں بٹھا لیا اور ان کے لئے برکت کی دُعا کی، ان کے سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ شریف باندھا۔[8]

7 حضرت رافع بن عَمرو رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کم عمر لڑکا تھا، انصار کے کھجور کے درخت پر پتھر مار رہا تھا، تو ان لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں پیش کیا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: اے رافع! ان کے درختوں پر پتھر کیوں مار رہے تھے؟ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! بھوک لگ رہی تھی، کھانے کے لئے۔ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: درخت پر پتھر نہیں مارو بلکہ جو کھجوریں خود نیچے گر جائیں ان میں سے کھالو۔

پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور میرے لئے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! اس کا پیٹ بھر دے۔[9]

8 حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ جب پیدا ہوئے تو آپ کے نانا جان حضرت ابو لُبابہ رضی اللہُ عنہ نے آپ کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! میں نے آج تک اتنے چھوٹے جسم والا بچہ نہیں دیکھا۔ مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے بچے کو گھٹی دی، سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور دعائے برکت سے نوازا۔ (دعائے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ) حضرت عبدالرحمٰن بن زید رضی اللہُ عنہ جب کسی قوم (Nation) میں ہوتے تو قد میں سب سے اونچے (Tall) نظر آتے۔[10]

9 حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ کے بیٹے حضرت حمزہ رحمۃُ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہُ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی کوئی بات یاد ہے؟ تو آپ رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: مجھے یاد ہے کہ جب میں پانچ یا چھ سال کا تھا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھے پکڑ کر اپنی مبارک گود میں بٹھایا، میرے سَر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا، میرے لئے اور میری بعد کی اولاد کے لئے برکت کی دعا کی۔[11]

10 حضرت سائب بن اَقرع رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ حضرت مُلَیکہ رضی اللہُ عنہا عطر بیچا کرتی تھیں، ایک بار آپ رضی اللہُ عنہا عطر بیچنے کے لئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ان سے فرمایا: اے مُلَیکہ! کیا تجھے کوئی حاجت درپیش ہے؟ حضرت مُلَیکہ رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: جی ہاں۔ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے بتاؤ تاکہ میں اُسے پورا کردوں۔ حضرت مُلَیکہ رضی اللہُ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! آپ میرے بیٹے (سائب) کے لئے دعا فرما دیجئے، اس وقت حضرت سائب اپنی والدہ کے ساتھ تھے اور کم عمر لڑکے تھے، آپ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس آئے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے آپ کے سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور آپ کے لئے برکت کی دُعا فرمائی۔[12]

11 حضرت سَلَمہ بن عُرادہ رضی اللہُ عنہ امام اِبنِ اَثیر جزری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَلَمہ بن عُرادہ اور حضرت عُیینہ بن حصن فزاری رضی اللہُ عنہما کے درمیان رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے وُضو کے بچے ہوئے پانی کے حوالے سے نزاع (جھگڑا) ہو رہا تھا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت عُیینہ رضی اللہُ عنہ سے فرمایا: لڑکے کو وضو کرنے دو۔ حضرت سلمہ بن عُرادہ رضی اللہُ عنہ نے وُضو کیا اور جو پانی بچا وہ پی لیا، پھر نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے آپ رضی اللہُ عنہ کے سَر اور چہرے پر دستِ شفقت پھیرا۔[13]

12 حضرت حنظلہ بن حِذیَم رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہ کے والد حضرت حِذیم نے بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم میں عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم! میرے چند بیٹے ہیں، یہ سب سے چھوٹا بیٹا ہے اس کے لئے دعا فرمائیے کہ یہ کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اے لڑکے! یہاں آؤ، میرا ہاتھ پکڑا، میرے سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور یہ دُعا دی: اللہ پاک اس میں برکت عطا فرمائے۔ حضرت ذیال بن عبید رحمۃُ اللہ علیہ کہتے ہیں: (دعائے نبوی کی یہ برکت ظاہر ہوئی کہ) میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہُ عنہ کو دیکھا، جب ان کے پاس کسی سوجن والے شخص کو لایا جاتا، تو آپ رضی اللہُ عنہ اس پر اپنا ہاتھ پھیرتے اور بِسمِ اللہ کہتے تو اس کی سوجن ختم ہو جاتی۔[14]

13 حضرت مدلوک ابو سفیان رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آقاؤں کے ساتھ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے ان کے ساتھ اسلام قبول کر لیا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے مجھے اپنے پاس بُلایا، میرے سَر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی، نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے دستِ شفقت پھیرنے کی وجہ سے (بڑھاپے میں بھی) حضرت ابو سفیان رضی اللہُ عنہ کے سَر کے اگلے حصے کے بال کالے تھے اور ان کے علاوہ بقیہ تمام بال سفید تھے۔[15]

14 حضرت عبدُ اللہ بن ہشام رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہ کی والدہ حضرت زینب بنتِ حمید رضی اللہُ عنہا آپ کو لے کر نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اسے بیعت کر لیجئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور آپ کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔[16]

15 حضرت محمد بن طلحہ بن عُبَیْدُ اللہ رضی اللہُ عنہما جب آپ رضی اللہُ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کے والد حضرت طلحہ رضی اللہُ عنہ آپ کو لے کر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور آپ کا نام محمد رکھا۔[17]

16 حضرت یوسف بن عبد اللہ بن سلام رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور میرے سَر پر دستِ شفقت پھیرا۔[18]

17 حضرت قُرّہ بن اِیاس رضی اللہُ عنہ آپ رضی اللہُ عنہ بچپن میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے سَر پر دستِ شفقت پھیرا اور آپ کے لئے بخشش کی دُعا فرمائی۔[19]

18 حضرت عَمرو بن حُرَیث رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ حضرت عَمْرَہ بنتِ ہشام رضی اللہُ عنہا مجھے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لے کر گئیں تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے رزق میں برکت کی دعا سے نوازا۔[20]

19 حضرت اُمِّ جمیل بنتِ اَوس مَرَئی رضی اللہُ عنہا آپ رضی اللہُ عنہا اپنے والدِ ماجد حضرت اوس کے ساتھ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، آپ کے سر پر زمانۂ جاہلیت کے بال (زمانۂ جاہلیت میں لڑکیوں کے سر کے پیشانی کے کچھ بال لمبے رکھے جاتے تھے اور بقیہ بال مونڈ دیئے جاتے تھے) بنے ہوئے تھے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے والد حضرت اوس سے فرمایا کہ اس کے سر سے زمانۂ جاہلیت کی نشانی دور کر دو اور پھر اسے میرے پاس لے کر آؤ۔ میرے والد مجھے لے گئے اور میرے سَر سے زمانۂ جاہلیت کی نشانی دور کر کے مجھے دوبارہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے دعائے برکت سے نوازا اور میرے سَر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔[21]

20 حضرت جَمرہ بنتِ عبد اللہ رضی اللہُ عنہما آپ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے والد حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی: میری بیٹی کے لئے برکت کی دُعا فرما دیجئے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اپنی مبارک گود میں بٹھایا، میرے سَر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور میرے لئے دعائے برکت فرمائی۔[22]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا، دعا کرنا سنّت ہے۔[23]

نیز ان واقعات سے ہمیں بھی یہ درس ملتا ہے کہ ہم اپنے سے چھوٹوں پر شفقت کرتے ہوئے پیار سے ان کے سَر پر ہاتھ پھیریں اور موقع کی مناسبت سے ان کو دعائیں بھی دیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دوسروں کے ساتھ شفقت والا معاملہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ21، الاحزاب:21 (2) معجم کبیر للطبرانی، 3/108، حدیث:2819 – معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 2/12 (3) مسند احمد، 24/191، حدیث:15453 (4) مسند احمد، 6/82، حدیث:3598 (5) اسد الغابہ، 5/82 (6) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 6/4 (7) بخاری، 1/89، حدیث:190 (8) دیکھئے: الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، 5/391، 392 (9) دیکھئے: ابوداؤد، 3/55، حدیث:2622 – ترمذی، 3/44، حدیث:1292 (10) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، 5/29 (11) معجم اوسط، 1/99، حدیث:303 (12) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 2/497 – 5/311 (13) دیکھئے: اسد الغابہ، 2/503 (14) معجم کبیر، 4/13، حدیث:3501 (15) دیکھئے: تاریخ کبیر، 7/361 – تاریخ ابن عساکر، 57/191 (16) دیکھئے: بخاری، 2/145، حدیث: 2501 (17) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3/428 (18) ادب المفرد، ص113، رقم:372 (19) مسند احمد، 26/182، حدیث:16250 (20) ادب المفرد، ص177، حدیث:647 (21) دیکھئے: اسد الغابہ، 1/225 (22) دیکھئے: اسد الغابہ، 7/56 (23) مراٰۃ المناجیح، 4/308

امیرِ اہلِ سنت کا اوّلین مدنی قافلہ اور "نیکی کی دعوت" کی تحریر

مولانا صفدر علی عطّاری مَدَنی*

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی شروع دن سے ہی اصلاحِ امت کے عظیم جذبے کے تحت تبلیغِ دین کا کام کرتی آرہی ہے اور دنیا کے کونے کونے میں مدنی قافلوں کے ذریعے معاشرے کے بگڑے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لارہی ہے۔ دعوتِ اسلامی کے ابتدائی دور میں بھی مدنی قافلے سفر کرتے تھے، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ دعوتِ اسلامی کے سب سے پہلے قافلے کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جب مدنی قافلہ شروع ہوا تو اُس وقت مدنی قافلے کی اصطلاح نہیں تھی بلکہ ہم اسے "دورہ" کہتے تھے۔ سب سے پہلے حاجی بقیع رضا نے چار دِن کا قافلہ تیار کیا تھا اور میں پہلی بار اُن کے ساتھ قافلے میں (سندھ کے ایک گاؤں) گُجو (Gujjo) ضلع ٹھٹھہ گیا تھا، گُجو میں دعوتِ اسلامی تو پہلے ہی متعارف ہوچکی تھی لیکن میں نے اسلامی بھائیوں سے کہا کہ یہاں نہ تو کسی سے میرا تعارف کروانا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا انداز اختیار کرنا ہے جس سے انہیں پتا چلے کہ میں الیاس قادری ہوں کیونکہ اگر لوگ مجھے پہچان لیں گے تو پھر ہم جدول نہیں چلا سکیں گے۔"

ایک دلچسپ واقعہ

اس مدنی قافلے میں ایک کلین شیوڈ نوجوان ملے، وہ کہنے لگے کہ میں نے اجتماع میں (کراچی) آنا ہے اور الیاس قادری سے ملنا ہے۔ اُن سے ملنا بہت مشکل ہوتا ہے، بڑی بھیڑ ہوتی ہے۔ امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی ہنسی دبا کر اُس کی بات سُنتا رہا لیکن آخر تک اُسے یہ نہیں بتایا کہ تم جس سے ملنے وہاں (کراچی) جانا چاہتے ہو اُس سے یہیں مل چکے ہو۔

مدنی قافلے کے آخری روز عشا کی نماز کے بعد میرا بیان تھا جس میں شاید چار آدمی اور تین بچے تھے یعنی ٹوٹل سات افراد تھے۔ بیان کے دوران ایک شخص نے مجھے گھڑی دکھا کر اشارہ کیا کہ مولانا بہت ٹائم ہوگیا ہے۔ بالآخر ہمارے جانے کے بعد گُجو میں اس بات کی شہرت ہوئی کہ یہاں الیاس قادری آیا تھا اور چار دن ہمارے ساتھ رہ کر چلا بھی گیا۔ پھر یہ لوگ سوزوکی بھر کر مجھ سے ملنے یہاں (کراچی) آئے تھے۔

رکنِ شوریٰ حاجی محمد علی ایک دوسرے مدنی قافلے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 1993ء میں ٹھٹھہ کے قریب غلامُ اللہ نامی گوٹھ میں ہمارا مدنی قافلہ گیا تھا، یہ قافلہ شہید مسجد (کھارادر، کراچی) سے نمازِ فجر کے بعد روانہ ہوا، حاجی بقیع اس کے امیرِ قافلہ تھے اور شُرکا میں امیرِ اہلِ سنّت، باپو شریف (سیّد عبد القادر صاحب) اور الحاج گُل احمد قادری صاحب بھی تھے۔ صبح تربیت کے بعد ہم "شہید مسجد" سے "لی مارکیٹ" پہنچے جہاں سے ایک نارمل لوکل بس چلتی تھی جس میں بیٹھ کر ہم ٹھٹھہ روانہ ہوئے۔ ٹھٹھہ سے قافلے کے تقریباً 17 شُرکا ایک کھلی سوزوکی میں بیٹھ گئے۔ گرمی کا موسم تھا اور دھوپ تیز تھی ہم نے امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کو آگے بٹھانا چاہا تو آپ نے انکار کردیا اور فرمایا کہ میں اسلامی بھائیوں کے ساتھ ہی بیٹھوں گا۔ دھوپ کی وجہ سے ایک اسلامی بھائی نے چادر اوپر کرکے امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ پر سایہ کردیا تھا۔

ہم جس مسجد میں پہنچے وہ ایک گاؤں میں تھی اور مسجد کا ماحول

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دینی کاموں کی تحریرات، المدینۃ العلمیہ فیصل آباد

ایسا تھا کہ جگہ جگہ کبوتروں کے پَر تھے۔ یہاں ہم نے وہ منظر بھی دیکھا کہ امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ مسجد کی صفائی کر رہے تھے اور مختلف معاملات میں امیرِ قافلہ کی اطاعت کر رہے تھے، اسی قافلے میں نیکی کی دعوت بھی لکھی گئی۔ امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ ہمارے ساتھ علاقائی دورے میں شامل ہوتے اور عشا کے بعد بھی انفرادی کوشش کر کے نماز سے رہ جانے والے لوگوں کو مسجد میں لاتے۔

یااللہ ان کے دل بھی اپنی بارگاہ میں جھکالے

ایک دن یوں ہوا کہ (باہر سے آنے والے) جوانوں نے وُضو کیا اور آپ انہیں نماز کا طریقہ سکھانے لگے تو فرمایا: ہم نے نماز کا طریقہ تو سیکھنا ہی ہے ابھی عشا کا وقت چل رہا ہے لہٰذا جس نے ابھی تک عشا کی نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھ لیں۔ جب وہ نماز پڑھنے کے لئے سجدے میں گئے تو امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے کہ یااللہ ان کے جسم تو جھک گئے ہیں اب تو ان کے دلوں کو بھی اپنی بارگاہ میں جھکالے۔ جب یہ قافلہ وہاں سے واپس آیا تو شہید مسجد کھارادر میں باقاعدہ نیکی کی دعوت کا پریکٹیکل کیا گیا اور باہر نکل کر علاقائی دورہ کر کے لوگوں کو نیکی کی دعوت دی گئی۔ اُس وقت یہ ایک نئی چیز تھی جسے لوگ بڑی حیرت سے دیکھ اور سُن رہے تھے۔

(دلوں کی راحت، قسط27)

نیکی کی دعوت کب لکھی گئی

اس بارے میں امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں کہ نیکی کی دعوت 1993ء میں اسی قافلے کے دوران لکھی گئی۔ ہم چند دوست تھے اور ہم نے سوچا کہ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، اُس وقت شاید "نیکی کی دعوت" کی اصطلاح تو بن چکی تھی لیکن سُوال یہ تھا کہ ہم لوگوں کے پاس جا کر کیا بولیں گے؟ باہمی مشورے سے طے پایا کہ کچھ ایسا بولیں جسے سننے والا اگر ہمارے ساتھ نہ بھی آئے تو کم از کم اسے ہمارا نیکی کی دعوت کا پیغام پہنچ جائے۔ اب کسی نے کہایوں لکھیں تو کسی نے کہایوں ہونا چاہئے۔ بالآخر میں نے سوچ بچار اور غور و فکر کے بعد "نیکی کی دعوت" لکھی اور یوں نیکی کی دعوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ وہ نیکی کی دعوت بہت طویل تھی اور الفاظ بھی مشکل تھے، بعد میں اُسے آسان کر کے چند سطروں میں کر دیا تھا۔(دلوں کی راحت، قسط27)

نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری نے امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کی موجودگی میں فرمایا کہ میں 1991ء میں دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہوا اور مجھے یاد آرہا ہے کہ 1993ء کے آس پاس آپ نے مجھے ایک پیپر دیا تھا کہ اس کی فوٹو کاپیاں کروائیں۔ اس میں گرین پین (سبز قلم) سے نیکی کی دعوت لکھی ہوئی تھی جسے سب سے پہلے گلستانِ مصطفےٰ کے سفیان بھائی نے یاد کیا تھا۔(دلوں کی راحت، قسط27)

نیکی کی دعوت (مختصر)

فِی الوقت جو نیکی کی دعوت دی جاتی ہے وہ یہ ہے:

ہم اللہ پاک کے گناہ گار بندے اور اس کے پیارے حبیب صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے غلام ہیں۔ یقیناً زِندَگی مختصر ہے، ہم ہر وَقْت موت کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ ہمیں جلْد ہی اندھیری قَبْر میں اُتار دیا جائے گا۔ نَجات اللہ پاک کا حُکْم ماننے اور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی سُنّتوں پر عمل کرنے میں ہے۔

عاشِقانِ رسول کی دینی تحریک، "دعوتِ اسلامی" کا ایک مَدَنی قافلہ ـــــ سے آپ کے علاقے کی ـــــ مسجِد میں آیا ہوا ہے۔ ہم "نیکی کی دعوت" دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ مسجِد میں ابھی دَرْس جاری ہے، دَرْس میں شِرْکت کرنے کے لئے مہربانی فرما کر ابھی تشریف لے چلئے، ہم آپ کو لینے کے لئے آئے ہیں، آیئے! تشریف لے چلئے! (اگر وہ تیّار نہ ہوں تو کہیں کہ) اگر ابھی نہیں آسکتے تو نَمازِ مَغْرِب وہیں ادا فرمالیجئے۔ نَماز کے بعد اِنْ شَآءَاللہُ الکریم سُنّتوں بھرا بیان ہو گا۔ آپ سے دَرْخواست ہے کہ بیان ضَرور سنئے گا۔ اللہ پاک ہمیں اور آپ کو دونوں جہانوں کی بھلائیاں نصیب فرمائے، اٰمین۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

جُمادَی الاُولیٰ اسلامی سال کا پانچواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال ہوا، ان میں سے 110 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُولیٰ 1438ھ تا 1445ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے جنگ اجنادین: جنگ اجنادین خلافت صدیق اکبر میں 27 جمادَی الاُولیٰ 13ھ کو اجنادین (موجودہ صوبہ الخلیل، فلسطین) کے مقام پر رومی فوج سے ہوئی، مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت عَمرو بن عاص رضی اللہُ عنہ تھے، اس میں مسلمان فتح یاب ہوئے، شہید ہونے والوں میں کئی جلیلُ القدر صحابہ بھی تھے۔[1]

1 صحابیِ رسول حضرت حارث بن حارث قرشی سہمی رضی اللہُ عنہ کی پیدائش قریش کے سردار اور امیر شخص حارث بن قیس کے گھر ہوئی، انہیں اپنے سات بھائیوں حضرت ابو قیس، حضرت عبد اللہ، حضرت سائب، حضرت بشر، حضرت سعید، حضرت تمیم اور حضرت معمر رضی اللہُ عنہم سمیت دولتِ ایمان اور صحابیت کا شرف حاصل ہوا، سب کو اسلام لانے کے بعد حبشہ اور بعد میں مدینۂ منورہ ہجرت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت حارث بن حارث نے جنگ اجنادین (27 جمادَی الاُولیٰ 13ھ) میں جام شہادت نوش فرمایا۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام

2 بحر الحقائق حضرت شیخ ابو الغیث بن جمیل یمنی رحمۃ اللہ علیہ ولیِ کامل، مرجعِ خلائق، کثیرُ الفیض، صاحبِ کرامات اور یمن کے اکابر اولیائے کرام سے تھے۔ آپ نے حدیدہ شہر سے 70 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع علاقہ عطا میں خانقاہ قائم کی، آپ کی پیدائش 603ھ کو کوفہ میں ہوئی اور آپ نے 25 جُمادَی الاُولیٰ 651ھ کو یمن میں وصال فرمایا، مزار خانقاہ عطا، ضلع حدیدہ، یمن میں فیوض و برکات کا مرکز ہے۔[3]

3 پیرِ طریقت حضرت شاہ خوب اللہ یحییٰ الہ آبادی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1080ھ کو الہ آباد (یوپی، ہند) میں ہوئی اور یہیں 11 جُمادَی الاُولیٰ یا جُمادَی الاُخریٰ 1143ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی کے بھتیجے، شاگرد، مرید، خلیفہ اور جانشین تھے، آپ عالمِ باعمل، پیرِ طریقت اور صاحبِ تقویٰ تھے۔[4]

4 حضرت خواجہ علّامہ محمد اکبر علی چشتی میروی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش میانوالی میں 1301ھ میں ہوئی اور 27 جمادَی الاولیٰ 1376ھ کو یہیں وصال فرمایا۔ آپ متبحر عالمِ دین، عارفِ کامل، خواجہ احمد میروی کے مرید و خلیفہ، خطیب مسجد محلہ زادہ خیل، استاذُ العلماء، میانوالی کی مؤثر شخصیت اور شیخِ طریقت تھے۔[5]

5 جگر گوشہ غریب نواز سوہاوہ حضرت پیر سیّد محمد یعقوب شاہ سوہاوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1297ھ میں سوہاوہ، دھیر کوٹ، ضلع باغ کشمیر میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد سے ابتدائی علم حاصل کرنے کے بعد علّامہ محمد گل چشتی، خواجہ عبد اللہ گڑھی شریف اور پیر مہر علی شاہ وغیرہ سے علم حاصل کیا، والد صاحب سے بیعت و

* رکن مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

خلافت حاصل تھیں، والد صاحب کی وفات کے بعد آستانہ چشتیہ نظامیہ سوہاوہ کے پہلے سجادہ نشین بنائے گئے۔ وصال 27 جمادی الاُولیٰ 1377ھ کو انتقال فرمایا، دربار کے اندر والد کے پہلو میں تدفین ہوئی۔[6]

6 سراجُ الملت حضرت علّامہ حافظ سیّد محمد حسین جماعتی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 1297ھ میں علی پور سیداں ضلع نارووال میں ہوئی اور یہیں 6 جمادی الاُولیٰ 1381ھ کو وصال فرمایا، والدِ گرامی امیرِ ملت پیر سیّد جماعت علی شاہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ آپ حافظِ قراٰن، متبحر عالمِ دین، مدرس درسِ نظامی اور فقیہ حنفی تھے۔[7]

عُلَمائے اسلام رحمہم اللہ السلام

7 علّامہ علاءُ الدین احمد بن محمد سیرامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ جلیلُ القدر حنفی عالمِ دین، بہترین مدرس اور استاذُ الائمہ تھے۔ یہ زندگی بھر بلادِ ہرات، خوارزم، تبریز، حلب، شام اور قاہرہ مصر میں تدریس کرتے رہے، مشہور شاگردوں میں قاری الہدایہ سراج الدین عمر حنفی اور علّامہ بدرُ الدّین محمود عینی شامل ہیں۔ آپ کا وصال قاہرہ میں 3 جمادی الاُولیٰ 790ھ یا 795ھ کو ہوا، نمازِ جنازہ میں عوام وخواص کا اژدھام تھا، تدفین مقبرہ سلطان نزد قبۃ یونس الدوادار شارع قبۃ النصر قاہرہ میں ہوئی۔[8]

8 استاذُ الحرمین والمصر حضرت شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علاءُ الدین بابلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع بابل صوبہ منوفیہ مصر میں 1000ھ اور وفات 25 جمادی الاُولیٰ 1077ھ کو قاہرہ میں ہوئی۔ آپ نے حدیث، فقہ شافعی اور دیگر علوم کے لئے کئی سفر کئے۔ علمائے عرب بالخصوص علمائے مکہ سے بھرپور استفادہ کیا، کہا جاتا ہے کہ آپ نے شبِ قدر میں دعا کی کہ میں فن حدیث میں امام ابنِ حجر عسقلانی کی طرح ہو جاؤں، آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کو یہ مقام حاصل ہو گیا، آپ حافظُ الحدیث، مسندُ العصر، فقیہ شافعی، مدرس و مرشد، عبادت گزار، حُسنِ اخلاق کے پیکر اور سوز و گداز کے ساتھ کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرنے والے تھے۔[9]

9 طوطیِ ہند مولانا اسرارُ الحق صدیقی رہتکی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1296ھ کو ٹونک ہند میں ہوئی اور 30 جُمادَی الاُولیٰ 1373ھ کو کراچی میں وصال فرمایا، بوستان قریش آگرہ میو شاہ قبرستان کراچی میں تدفین ہوئی۔ آپ عالمِ دین، بہترین خطیب و واعظ، صاحبِ دیوان شاعر، امام و خطیب مشہور قصاباں کراچی اور محبِ اعلیٰ حضرت تھے۔[10]

10 استاذُ العلماء حضرت مولانا احمد دین درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت تقریباً 1900ء کو بیگہ مہروج پور، کھاریاں ضلع گجرات کے علمی و روحانی درگاہی خاندان میں ہوئی اور وصال 9 جمادی الاُولیٰ 1414ھ میں ہوا، آپ فاضل دارُ العلوم حزب الاحناف لاہور، باباجی خواجہ محمد قاسم موہڑوی کے مرید، بہترین خطیب، اخلاقِ حسنہ کے مالک اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے، لاہور، ہارون آباد اور جائے پیدائش میں خطابت، تدریس اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔[11]

11 حضرت مولانا سیّد محبوب شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1321ھ کنڈی عمر خان، تربیلا غازی، ضلع اٹک میں ہوئی اور 25 جمادی الاُولیٰ 1418ھ کو حسن ابدال میں وصال فرمایا، تدفین حضرت شاہ کے پہلو میں ہوئی۔ آپ فاضل دارُ العلوم حزب الاحناف لاہور، قاضی محمد عبد الرحیم نقشبندی باغدروی کے مرید و خلیفہ، مرکزی جامع مسجد حسن ابدال کے خطیب، مصنفِ کتب، مجاہد تحریکِ پاکستان اور تحریکِ ختمِ نبوت تھے۔[12]

---

(1) البدایہ والنہایہ، 5/124، 170 - الکامل فی التاریخ، 2/265، 345 (2) اسد الغابہ، 1/470 - البدایہ والنہایہ، 2/419 (3) العقود اللؤلؤیۃ فی تاریخ الدولۃ الرسولیۃ، 1/107، 110 - شذرات الذہب، 5/386 (4) ملت راجشاہی، ص92، 93، 370 (5) تذکرہ اکابر اہل سنت، ص66 تا 68 (6) فیضانِ سید علی، ص212 تا 223 (7) سیرت امیر ملت، 670 تا 689 (8) المنہل الصافی والمستوفی بعد الوافی، 2/175 - 172 (9) الاعلام للزرکلی، 6/270 - خلاصۃ الاثر، 4/39، 42 (10) روشن دریچے، ص337 تا 339 - تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع اٹک، ص284 - صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور، ص128 (11) حیات امام المحدثین، ص447 تا 449 (12) تذکرہ علماء اہل سنت ضلع اٹک، 265 تا 268۔

سرکہ Vinegar

مولانا احمد رضا عطاری مَدَنی*

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پسندیدہ غذاؤں میں ”سرکہ“ بھی شامل ہے۔ سرکے کو عربی میں ”خَلّ“ کہتے ہیں جبکہ انگلش میں اسے Vinegar کہا جاتا ہے۔ سرکہ ایک مشروب ہے جو انگور، گنے، جامن، سیب وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ جب بھی مطلقاً سرکہ کہا جاتا ہے تو اس سے انگور کا سرکہ مراد ہوتا ہے۔ سرکہ بہت ہی قدیم غذا ہے، اسی وجہ سے تاریخ کے ہر دور میں اسے بطورِ دوا اور غذا استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ سرکہ ٹھنڈک اور حرارت کا ایک حسین امتزاج ہے، یہ جسم سے خراب مادوں کو نکالتا اور طبیعت کو فرحت بخشتا ہے، الغرض اس کا استعمال فوائد سے خالی نہیں ہے۔

سرکہ کی اقسام

سرکہ پھلوں وغیرہ قدرتی اجزا سے بھی بنتا ہے اور مصنوعی طور پر بھی تیار ہوتا ہے۔[1]

سرکے سے متعلق احادیثِ مبارکہ

کئی احادیثِ مبارکہ میں سرکے کا ذکر آیا ہے۔ آیئے! چند احادیث ملاحظہ کیجئے:

1 اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سرکہ کتنا اچھا سالن ہے۔“[2]

2 حضرت جابر رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے گھر والوں سے سالن کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا، ہمارے یہاں سرکہ کے سوا کچھ نہیں۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے طلب فرمایا اور اس سے کھانا شروع کیا اور بار بار فرمایا کہ سرکہ اچھا سالن ہے۔[3]

3 حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ آپ کی بارگاہ میں روٹی پیش کی گئی۔ آپ نے سالن سے متعلق پوچھا تو عرض کی گئی کہ سرکے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا: سرکہ بہترین سالن ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سرکے سے متعلق یہ فرمان سنا اسی دن سے سرکہ مجھے بہت اچھا لگنے لگا۔ حدیث کے راوی حضرت طلحہ بن نافع رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں جب سے میں نے حضرت جابر کی یہ روایت سنی تب سے مجھے بھی سرکہ بہت پسند ہے۔[4]

4 حضرت ام سعد رضی اللہُ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولُ اللہ

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ شعبہ پیغاماتِ عطار المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے ملنے کے لئے تشریف لائے، میں وہیں تھی، آپ نے دوپہر کے کھانے کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: ہمارے پاس روٹی، کھجور اور سرکہ ہے، آپ نے فرمایا: سرکہ کتنا اچھا ہے۔ اے اللہ! سرکے میں برکت عطا فرما! یہ مجھ سے پہلے نبیوں کا سالن ہے۔ پھر فرمایا: جس گھر میں سرکہ ہو وہ گھر کبھی محتاج نہیں ہوگا۔[5]

5 حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے یہاں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو کھانے کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کی: سوکھی روٹی اور سرکے کے سوا کچھ نہیں۔ فرمایا: لے آؤ، وہ گھر سالن کا محتاج نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔[6]

احادیثِ پاک کے نکات ❁ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سرکہ تناول فرمانا ثابت ہے۔ ❁ سرکے کے حدیث شریف میں بہت فضائل آئے ہیں۔ ❁ حضرات انبیاء کرام علیہم السّلام نے سرکہ تناول فرمایا ہے۔ حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہُ عنہا نے سرکے کو معمولی غذا کی وجہ سے پیش نہیں کیا لیکن آپ نے اسے قبول فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ آدمی اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر بھی معمولی غذاؤں سے نفرت نہ کرے اپنی عادت سیدھی سادی رکھے سادہ زندگی گزارنے کا عادی رہے۔[7]

سرکہ کے فوائد سرکہ کے کئی طبّی فوائد ہیں انہی فوائد کی وجہ سے ہزاروں سال سے اسے بطورِ دوا استعمال کیا جارہا ہے۔ سرکہ کے چند فوائد یہ ہیں: ❁ سرکہ معدے کی سوزش کو دور کرتا ہے۔ ❁ جسم سے زہریلی ادویہ کے اثر کو دور کرتا ہے۔ ❁ پتّے سے صفراء کے نکلنے کی مقدار کو اعتدال میں لاتا ہے۔ ❁ سرکہ پیاس بجھاتا ہے۔ ❁ تلی کے بڑھنے کو روکتا ہے۔ ❁ جسم میں ورم کی پیدائش کو روکتا ہے۔ ❁ غذا کے ہضم کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ ❁ خون کو صاف کرتا ہے اور پھوڑے پھنسیوں کو دور کرتا ہے۔ ❁ سرکہ کو گرم کرکے اس میں نمک ڈال کر پیا جائے تو یہ منہ کی گندگی کو دور کرتا ہے۔ ❁ سرکہ حلق میں تلخی، جلن، بوجھ اور گلے کی رکاوٹ کو دور کرتا ہے۔ ❁ سرکہ سینے میں بوجھ کی کیفیت کو دور کرتا ہے۔ ❁ سرکہ گلے کے کوے کی سوزش، حساسیت اور اس کے ٹیڑھے پن میں مفید ہے۔ ❁ گرم سرکہ کے غرارے دانت کے درد کو ٹھیک کرتے ہیں اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ ❁ گرم سرکہ پینا معدہ کو تقویت دیتا ہے، جسمانی قوت میں اضافہ کرتا اور چہرہ کو جاذب بناتا ہے۔ ❁ موسم گرما میں سرکہ پینا جسم کی حدت کو کم کرکے طبیعت کو مطمئن کرتا ہے۔[8]

نوٹ: سرکہ استعمال کرنے سے پہلے اپنے طبیب سے لازمی مشورہ کرلیں کہ آپ کے لیے کون سا سرکہ مفید ہے؟

---

(1) طب نبوی اور جدید سائنس، 2/124 (2) مسلم، ص873، حدیث:5350 (3) مسلم، ص873، حدیث:5352 (4) مسلم، ص873، حدیث:5353 ملخصاً (5) ابن ماجہ، 4/34، حدیث:3318 (6) ترمذی، 3/332، حدیث:1848 (7) مراٰۃ المناجیح، 6/39 (8) طب نبوی اور جدید سائنس، 2/127-128۔

لکھنے کے لئے عنوان کی تلاش

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

تحریر و تصنیف خدمتِ دین کا ایک اہم اور مضبوط ترین ذریعہ ہے۔ تدریس و تقریر کے مقابلے میں بہت کم افراد اس شعبہ سے وابستہ ہوتے ہیں، کیونکہ اس میں کئی طرح کی پیچیدگیاں ہوتی ہیں۔ تحریر و تصنیف کا شوق رکھنے والوں کی ایک تعداد تو پہلے ہی مرحلے یعنی انتخابِ عنوان پر ہی دل برداشتہ ہو جاتی ہے اور قدم آگے نہیں بڑھا پاتی۔ انتخابِ عنوان بھی ایک مکمل فن ہے، آیئے! اس حوالے سے کچھ اہم نکات ملاحظہ کرتے ہیں:

یاد رکھئے! انتخابِ عنوان کے لئے جس قدر زیادہ مواقع اور آپشنز ہوں گے اسی قدر اپنی صلاحیات، میلانِ طبع اور دلچسپی کی رعایت کا موقع ملے گا۔ کثیر عنوانات سے آگاہی ذہنی استعداد اور فکر کو بھی جِلا بخشتی ہے۔ ذیل میں انتخابِ عنوان میں معاون چند اہم ذرائع پیش کئے جاتے ہیں:

1. احساسات و مشاہدات
2. کثرتِ مطالعہ
3. اصنافِ تحریر سے گہری واقفیت
4. فہارس و اشاریوں کا استعمال
5. زیرِ مطالعہ کتاب کے مصادر و مراجع پر نظر
6. سوشل میڈیا کے علمی و تحقیقی پلیٹ فارمز پر نظر
7. کتب خانوں میں آنا جانا
8. رسائل و جرائد سے شغف

احساسات و مشاہدات

انتخابِ عنوان میں سب سے اہم ترین حصہ احساسات اور مشاہدات کا ہوتا ہے۔ اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں لیکن کوئی عنوان نہیں مل رہا تو تسلیم کرلیں کہ آپ اپنے احساسات و مشاہدات کو بروئے کار نہیں لارہے۔ مثلاً آپ مسجد جانے کے لیے گھر سے نکلے، دوسری یا تیسری گلی میں مسجد ہے اور مسجد جاتے جاتے راستے میں آپ نے کیا کیا دیکھا؟ گلی میں گندہ پانی پھیلا ہوا ہے تو اس کا سبب کیا تھا؟ اگر آپ ایک لکھاری ہیں یا لکھنے کے شائق ہیں تو فوری طور پر آپ کو محسوس کرنا چاہئے کہ ”راہِ خدا کے مسافروں کا بھلا کیجئے، صفائی نصف ایمان ہے“ وغیرہ پر لکھا جائے۔

آپ کلاس میں ہیں، طلبہ سبق سنا رہے ہیں، ایک طالب علم محنت تو کرتا ہے لیکن عربی کتاب سے سبق کی تیاری میں کافی دقت محسوس کرتا ہے، آپ نے اس کی دقت کو محسوس کرتے ہوئے گذشتہ پڑھائے گئے سبق کے الفاظ معانی پر مشتمل لغت تیار کر دی، یونہی کتاب مکمل ہونے تک کتاب کی مکمل لغت تیار ہو جاتی ہے۔

آپ قراٰن پاک کی تلاوت میں مصروف ہیں، کیا دیکھتے ہیں کہ کہیں ”غفور رحیم“، تو کہیں ”تواب رحیم“ آرہا ہے۔ کہیں ”علیم خبیر“ اور کہیں ”شهيد، قدير، حکیم وغیرہ“ آرہا ہے۔ یہاں آپ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی بات تو ہے کہ یہ اسمائے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، رکنِ مجلس ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

الٰہیہ بدل بدل کر آرہے ہیں تو آپ اس پر تحقیقی مقالہ یا مضمون لکھنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔

تلاوتِ قراٰن کے دوران کئی مقامات پر "لھم الجنة" کے الفاظ پڑھے تو آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ الگ الگ لوگ ہیں جن کے لئے "لھم الجنة" کے الفاظ سے خوش خبری دی گئی ہے تو آپ "قرآنی بشارتیں، جنت کے حق دار کون، جنّت کے قرآنی وعدے وغیرہ" جیسے کسی عنوان پر لکھنے کا احساس پاتے ہیں۔

الغرض یہ احساس کی کیفیات ہیں، اگر لکھنے کے شائقین ان کو جگانے میں کامیاب ہوجائیں تو عنوانات کی کہیں کمی نہ رہے۔ بطورِ مثال مختصر اور سادہ عنوانات بیان کئے ہیں البتہ تفصیلی تحقیقی عنوانات بھی اسی طرح بنائے جاسکتے ہیں۔

کثرتِ مطالعہ

احساسات و مشاہدات کے ساتھ ساتھ کثرتِ مطالعہ سے بھی کثیر عنوانات تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ جس قدر مطالعہ وسیع ہوگا اسی قدر تشنہ اور قابلِ تحقیق عنوانات پر نظر ہوگی۔ دورانِ مطالعہ کئی ایسی جہات سامنے آتی ہیں کہ جن پر مزید تفصیلات کی حاجت ہوتی ہے لیکن وہ سب یکجا نہیں ملتا، یوں تشنہ عنوانات پر اطلاع ہوتی ہے اور انہیں تحقیقی مقالہ یا مضمون کے لئے منتخب کیا جاسکتا ہے مثلاً میں ایک مرتبہ کاتبینِ وحی کے بارے میں مطالعہ کررہا تھا تو مختلف کتب میں مختلف تحقیقات اور کاتبین کی مختلف تعداد دیکھنے کو ملی، اس سے ذہن بنا کہ کاتبینِ وحی کو "کاتبینِ بارگاہِ رسالت" کے عنوان سے تحقیقی مقالہ کے طور پر پیش کیا جائے جس میں وحی، خطوط، فرامین، معاہدات اور دستاویزات وغیرہ لکھنے والوں کی الگ الگ تقسیم کی جائے اور اس کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے۔

اصنافِ تحریر سے گہری واقفیت

اصنافِ تحریر سے گہری واقفیت اور ان میں غور و خوض بھی انتخابِ عنوان میں بہت معاون ہے۔ اصنافِ تحریر کی واقفیت سے ایک ہی موضوع پر کئی کئی مقالات ترتیب دیئے جاسکتے ہیں۔ اصنافِ تحریر کی تفصیل اِن شآءَ اللہ جلد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں ہی پیش کی جائے گی۔

فہارس و اشاریوں کا استعمال

فہارس اور اشاریوں کو عنوانات کے ذخائر کہنا بے جا نہ ہوگا بشرطیکہ آپ انہیں مستقل مشاہدے کا حصہ رکھیں۔ اکثر کتب کے آخر میں آیات و احادیث کی فہارس مل جاتی ہیں مثلاً اگر آپ مسند احمد بن حنبل کی فہارس دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ "اہم الفاظِ احادیث" کی بھی بڑی تعداد ہے جیسے "ایاکم، اَلَا، مَن سرہ" وغیرہ الفاظ سے کئی احادیث وارد ہیں تو ان احادیث کی تعداد دیکھتے ہوئے بھی عنوان منتخب کیا جاسکتا ہے جیسے "ایاکم سے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تنبیہی اسلوبِ تفہیم، ایک تعارفی جائزہ"۔

فہارس سے مراد کتب و مقالات کے آخر میں دی گئی آیات، احادیث اور موضوعات کی فہارس ہیں جبکہ اشاریوں سے مراد رسائل و جرائد، کتب اور مختلف عنوانات کے تفصیلی اشاریے ہیں۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف کا اشاریہ ہے، بہارِ شریعت کا بھی اشاریہ ہے۔ اِن اشاریوں کے ذریعے بہت سے ایسے عنوانات پر اطلاع ہوجاتی ہے جن پر مختصر یا الگ نوعیت سے لکھا گیا ہوتا ہے جبکہ انہی عنوانات پر مفصل تحقیقی مقالہ لکھ کر علمی اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

زیرِ مطالعہ کتاب کے مصادر و مراجع پر نظر

زیرِ مطالعہ کتب کے مصادر و مراجع بھی انتخابِ عنوان میں معاون ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ محوّلہ کتب میں مخطوطات بھی شامل ہوتے ہیں تو ان میں مخطوطات پر تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے، کسی مخطوط کی تحقیق و تخریج کی جاسکتی ہے، اسی طرح مصادر و مراجع سے کئی غیر معروف کتب کا علم ہوجاتا ہے جن کا ترجمہ، تخریج، حاشیہ نگاری یا شرح کا کام بطورِ تحقیقی مقالہ کیا جاسکتا ہے، صرف یہی نہیں بلکہ بعض کتب کے

صرف مصادر و مراجع کا تحقیقی جائزہ بھی بطورِ مقالہ لکھا جاسکتا ہے مثلاً ”فیضانِ سنّت کی ثقاہت کا تحقیقی جائزہ، مصادر و مراجع کی روشنی میں“، ”فتاویٰ رضویہ کے فقہی مصادر کا ایک جائزہ“، ”فتاویٰ رضویہ کے حدیثی مصادر کا ایک جائزہ“، ”کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب کی کتابیات کا تحقیقی جائزہ“ وغیرہ۔

سوشل میڈیا کے علمی و تحقیقی پلیٹ فارمز پر نظر

سوشل میڈیا اور دیگر نیٹ ورکس پر بھی بہت سے علمی پلیٹ فارمز موجود ہیں جن سے کثیر کتب اور عنوانات تک رسائی ممکن ہے۔ اگر آپ سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں تو کتب، آرٹیکلز، یونیورسٹیز اور اہلِ علم کے پیجز اور گروپس وغیرہ جوائن کریں یا ویسے ضرور تاً وزٹ کریں، خاص طور پر جب بھی کوئی علمی پوسٹ شیئر ہو تو اس کے کمنٹس لازمی دیکھیں کیونکہ کمنٹس میں اکثر تنقیدی و اصلاحی ہر طرح کے میسجز ہوتے ہیں جو کہ کئی نئے عنوانات کو جنم دیتے ہیں یا جاری عنوانات کے تنوع کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔

کتب خانوں میں آنا جانا

اگر آپ کا کتب خانوں یعنی لائبریریز، کتب کی مارکیٹس اور کتب کی آن لائن ویب سائٹس وغیرہ کے وزٹ کا معمول نہ ہو تو آپ کو تحقیقی مقالہ کے لئے عنوان نہ ملنے کا شکوہ ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ انتخابِ عنوان کا سب سے بڑا اور واضح میدان تو آپ نے بالکل چھوڑ رکھا ہے۔ یاد رکھیں کہ جس قدر کتب خانوں کے وزٹ کی عادت ہوگی، نئی سے نئی کتب، نئے سے نئے رجحانات تالیف و تحقیق سے آگاہی ہوگی، ایک ہی موضوع پر متنوع کتب دیکھنے کو ملیں گی، اس وزٹ سے آپ اپنے پاس موجود ایک آدھ عنوان کو بھی کئی طرح سے تقسیم کرنے اور متنوع بنانے کے قابل ہوجائیں گے مثلاً کچھ عرصہ قبل لائبریری میں ایک کتاب ”جامع الشروح والحواشی“ نظر سے گزری، کچھ دیر جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ پاک و ہند میں لکھی گئی شروحات اور حواشی کا معتدبہ حصہ اس میں شامل نہیں، وہیں خیال گزرا کہ اس پر ایک مقالہ بعنوان ”برصغیر کے درسی حواشی و شروحات کا استقرائی جائزہ“ لکھا جانا چاہئے۔

بہر کیف کتب خانے آن لائن ہوں یا لائبریریز کی شکل میں وزٹ ضرور کرنا چاہئے اِن شآءَ اللہ بہت فائدہ ہو گا۔

رسائل و جرائد سے شغف

رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے مضامین پر غور کرنا چاہئے، کئی مضامین ایسے ہوتے ہیں کہ جن پر تفصیلی مقالہ لکھا جاسکتا ہے لیکن مضمون نگار اشاعتی مجبوری کے باعث صرف دو سے تین صفحات ہی لکھتا ہے، ایسے عناوین کو بھی انتخابِ عنوان کے وقت پیشِ نظر رکھنا چاہئے مثلاً:

بعض مضامین سیریل وائز یا قسط وار لکھے جاتے ہیں ان سے بھی تحقیقی مقالہ کے لئے انتخابِ عنوان میں معاونت ملتی ہے جیسے اگر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی مضامین سیریل ”کیسا ہونا چاہئے؟“ پر غور کریں تو ایک اہم عنوان ”اہم معاشرتی کرداروں کی ذمہ داریاں اور حقوق“ بنایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح سیریل ”حسنِ معاشرت کے نبوی اصول“ پر غور کیا جائے تو یہی عنوان تحقیقی مقالہ لئے منتخب کیا جاسکتا ہے اور اگر چاہیں تو کچھ حدود و قیود کا اضافہ یا تبدیلی کی جاسکتی ہے جیسے

- ”حسنِ معاشرت کے قرآنی اصول“
- ”حسنِ معاشرت اور قرآن و سنّت“
- ”حسنِ معاشرت کے بنیادی اصول قراٰن و سنت کی روشنی میں“
- حسنِ معاشرت کا اسلامی تصور اور اس میں اسلامی تعلیمات کا کردار“ وغیرہ۔

عنوان کے انتخاب کے لئے دیئے گئے ان چند نکات کو عمل میں لائیں گے تو اِن شآءَ اللہ کثیر عنوانات تجویز کرنے میں سہولت پائیں گے۔

آپ کے تأثرات (منتخب)

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

علمائے کرام اور دیگر شخصیات کے تأثرات

1 مولانا حافظ عبدالرحمٰن عطاری مدنی (امام وخطیب جامع مسجد مدینہ ایوب گوٹھ نیو کراچی): ماشآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ بچوں، بڑوں، مَرد و عورت سب کے لئے مفید ہے، اس میں دینی، دنیوی، اصلاحی، معاشرتی اور اخلاقی اعتبار سے کافی اچھی معلومات فراہم کی جارہی ہے، خاص طور پر کہانیوں کی صورت میں بچوں کی تربیت قابلِ تعریف ہیں، اللہ پاک مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو ڈھیروں ڈھیر برکتوں سے نوازے، اٰمین۔

متفرق تأثرات و تجاویز

2 ماشآءَ اللہ! دینی اور حکمت بھرے مدنی پھولوں سے مہکتا ہوا اور اپنی برکتیں لٹاتا ہوا ماہنامہ فیضانِ مدینہ اگست (2024ء) میرے ہاتھوں میں ہے، اَلحمدُ لِلّٰہ میرے پاس 2017ء سے لے کر اگست 2024ء تک سوائے چند شماروں کے تمام شمارے موجود ہیں، اور میں نے نہ صرف ان سب کا مطالعہ کرلیا ہے بلکہ تمام شماروں میں سے اہم پوائنٹ ڈائری میں لکھ کر محفوظ کرلئے ہیں۔ اور جو چند شمارے میرے پاس نہیں ہیں وہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے نمبر سے باری باری منگوا کر لکھ رہا ہوں تاکہ میری آنے والی نسلیں بھی ان پوائنٹ سے مستفید ہوں اور میرے لئے بھی صدقۂ جاریہ ہوجائے۔ (ابو اسید محمد گلزار احمد عطاری، نگران مشاورت کرمپور، ڈسٹرکٹ وہاڑی پنجاب) 3 I love Mahnamah Faizan -e-Madinah Keep it up یعنی مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے پیار ہے، اسے جاری رکھئے۔ (شاویز خان، عمر 8 سال، کراچی) 4 میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت شوق سے پڑھتا ہوں، مجھے اس میں **بچوں کا ماہنامہ فیضانِ مدینہ** بہت اچھا لگتا ہے۔ (ارسلان فرید، میانوالی، پنجاب) 5 ہم ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو بہت پسند کرتے ہیں، اس کے پڑھنے سے ہماری بہت ساری غلطیاں دُرست ہوجاتی ہیں اور کافی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ (بنتِ سلمان، کراچی) 6 ہمیں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا شدت سے انتظار رہتا ہے، اس میں ہر موضوع ہی بہت اچھا ہوتا ہے، اس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، اس میں دُرود شریف کے بارے میں پڑھنے سے یہ ذہن بنا کہ آئندہ پابندی کے ساتھ دُرود شریف پڑھا کریں گے، اِن شآءَ اللہ۔ (بنتِ اشفاق، گجرات، پنجاب) 7 ماشآءَ اللہ! ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ذریعے ہمیں بہت کم وقت میں مختلف موضوعات کے بارے میں علم حاصل ہوجاتا ہے۔ (بنتِ اقبال، وزیر آباد، پنجاب) 8 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی تعریف کی حاجت نہیں ہے بلکہ یہ بذاتِ خود تعریف کا منہ بولتا ثبوت ہے، کیا بچے، جوان، بُزرگ سب کیلئے ہی علم کا سمندر ہے کہ جتنی گہرائی میں جاتے جائیں اتنے موتی اور انمول خزانے ملتے جائیں گے۔ (اُمِّ فاطمہ عطاریہ، گجرات سٹی کابینہ، پنجاب پاکستان)

FEEDBACK

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قرآنی نصیحتیں

محمد عبد المبین عطّاری
(درجۂ ثالثہ جامعۃ المدینہ فیضانِ امام غزالی احمد آباد فیصل آباد)

آپ علیہ السّلام کا نام مبارک "لوط" ہے جس کا ایک معنیٰ "قلبی محبت" بنتا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ سے متعلق منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام آپ سے بہت محبت فرماتے اور قلبی شفقت کا اظہار فرماتے تھے اس لئے آپ علیہ السّلام کا نام "لوط" رکھا گیا۔ حضرت لوط علیہ السّلام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بھتیجے تھے اور شجرہ نسب کچھ یوں ہے: لوط بن ہاران بن تارخ بن ناحور بن ساروع بن ارغو بن فالغ بن غابر بن شالغ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السّلام۔ لیکن ایسے شجر و نسب میں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ قطعی نہیں ہوتے۔ ممکن ہے کہ درمیان میں بہت سے افراد کے نام رہ گئے ہوں۔ (سیرت الانبیاء، ص374)

نصیحت کے لغوی معنیٰ "اچھی صلاح، نیک مشورہ" کے ہیں۔ اسی کا ایک دوسرا لفظ ہے نصیحت آمیز یعنی عبرت دلانے والی بات۔ (فیروز اللغات، ص1430)

نصیحت قولی بھی ہوتی ہے اور فعلی بھی۔ لوگوں کو اللہ پاک اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پسندیدہ باتوں کی طرف بلانے اور ناپسندیدہ باتوں سے بچانے اور دل میں نرمی پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ وعظ و نصیحت بھی ہے۔ وعظ و نصیحت دینی، دنیوی، اخلاقی، روحانی، معاشی اور معاشرتی زندگی کیلئے ایسے ہی ضروری ہے جیسے طبیعت خراب ہونے کی صورت میں دوا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السّلام اپنی قوموں کو وعظ و نصیحت فرماتے رہے، حضرت لوط علیہ السّلام نے بھی اپنی قوم کو مختلف مواقع پر مختلف انداز میں نصیحتیں فرمائیں جن کا ذکر قراٰنِ پاک میں کئی مقامات پر کیا گیا ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

1 اللہ پاک سے ڈرنے کی نصیحت حضرت لوط علیہ السّلام اپنی قوم اہلِ سدوم کے پاس رسول بن کر تشریف لائے اور انہیں اللہ پاک سے ڈرنے کی نصیحت فرمائی قراٰنِ مجید میں آپ علیہ السّلام کی نصیحت کا ذکر کچھ یوں ہے: ﴿اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌۙ(۱۶۲) فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِۚ(۱۶۳)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔ (پ19، الشعرآء:162، 163)

2 بدفعلی پر قوم کو نصیحت آپ علیہ السّلام نے اُن لوگوں کی سب سے قبیح عادت پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حلال عورتوں (بیویوں) کو چھوڑ کر مَردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہو تم لوگ حد سے بڑھ چکے ہو، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ(۱۶۵) وَ تَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ(۱۶۶)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: کیا مخلوق میں مَردوں سے بدفعلی کرتے ہو اور چھوڑتے ہو وہ جو تمہارے لیے تمہارے رب نے جوروئیں (بیویاں) بنائیں بلکہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو۔ (پ19، الشعرآء:165، 166)

3 دنیوی نفع کے بغیر قوم کو تبلیغ و نصیحت حضرت لوط علیہ السّلام نے قوم کو تبلیغ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: یاد رکھو کہ میں اس تبلیغ و تعلیم پر تم سے کوئی اُجرت اور دنیوی منافع کا مطالبہ نہیں کرتا، میرا اجر و ثواب تو صرف رب العٰلمین کے ذمۂ کرم پر ہے۔ ﴿وَ مَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱۶۴)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ (پ19، الشعرآء:164)

اللہ پاک ہمیں انبیائے کرام علیہم السّلام کی مبارک نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے صدقے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں فیضانِ انبیا سے مالامال فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا 5 چیزوں کے بیان سے تربیت فرمانا

عمر فاروق عطاری
(جامعۃُ المدینہ ٹاؤن شپ لاہور)

معاشرے کے افراد سے بُری خصلتوں کو دور کر کے انہیں اچھی خصلتوں سے آراستہ کرنا انبیائے کرام علیہم السّلام کا طریقہ ہے۔ نور والے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تربیت ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اللہ پاک کے سب سے آخری نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مختلف مواقع پر اپنی اُمت کی تربیت فرمائی۔ ان میں سے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پانچ چیزوں کے بیان سے اپنی اُمت کی تربیت فرمانا ملاحظہ کیجئے۔

1 ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق

دوعالَم کے مالک و مختار، مکی مَدَنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں: سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازوں کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا۔

(فیضان ریاض الصالحین، 3/295، حدیث:238)

2 اسلام پانچ چیزوں پر قائم کیا گیا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اسلام پانچ چیزوں پر قائم کیا گیا: اس کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (مراٰۃ المناجیح، 1/27)

3 شہید پانچ ہیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ شہید پانچ ہیں: طاعون والا، پیٹ کی بیماری والا، ڈوبا ہوا، دَب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ کا شہید۔ (مراٰۃ المناجیح، 2/413)

4 پانچ دعائیں بہت قبول کی جاتی ہیں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پانچ دعائیں بہت قبول کی جاتی ہیں مظلوم کی دعا حتّٰی کہ بدلہ لے لے، حاجی کی دعا حتّٰی کہ لوٹ آئے، غازی کی دعا حتّٰی کہ جنگ بند ہو جائے، بیمار کی دعا حتّٰی کہ تندرست ہو جائے، مسلمان بھائی کی پس پشت دعا۔ (مراٰۃ المناجیح، 3/303)

5 پانچ چیزوں سے پناہ مانگنا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پانچ چیزوں سے پناہ مانگتے تھے، بزدلی سے، بُخل سے، بُری عمر سے، سینوں کے فتنوں اور قبر کے عذاب سے۔

بُری عمر سے مراد بڑھاپے کی وہ حالت ہے جب اعضاء جواب

دے جائیں اور انسان اپنے گھر والوں پر بوجھ بن جائے۔

(مراٰۃ المناجیح،4/61)

اللہ پاک ہمیں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ان فرامین پر عمل پیرا ہونے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اولاد کے حقوق

کلیم اللہ چشتی عطاری

(درجہ سابعہ جامعۃُ المدینہ فیضان فاروق اعظم سادھوکی لاہور)

اولاد اللہ پاک کی وہ عظیم نعمت ہے جن کی خاطر والدین سخت گرمی و سردی کو دامن گیر لائے بغیر محنت مزدوری کرتے ہیں یہی اولاد اپنے والدین اور عزیز و اقارب کی امیدوں کا محور ہوتی ہے اس کی اگر صحیح معنوں میں تربیت اور ان کے حقوق ادا کئے جائیں تو یہ دنیا میں اپنے والدین کیلئے راحتِ جان اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان بنتی ہے۔ بچپن میں ان کے دل کا سرور، جوانی میں آنکھوں کا نور ہوگی۔ اگر ان کی تربیت صحیح خطوط پر نہیں ہوگی تو یہ سہارے کی بجائے وبال ہی بنے گی۔ آیئے! تربیتِ اولاد کے حوالے سے کچھ حقوق کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ ادائیگیِ حقوق کی وجہ سے اولاد دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہو سکے۔

1 سب سے پہلا حق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے فرمان کا خلاصہ ہے کہ اولاد کا سب سے پہلا حق جو اس کی پیدائش سے بھی پہلے ہے کہ آدمی کسی رذیل کم قوم (نیچ ذات) عورت سے نکاح نہ کرے کہ بُری نسل ضرور رنگ لاتی ہے۔ (اولاد کے حقوق، ص15)

2 تمام بچوں سے مساوی سلوک امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی بُرائی نہیں کہ اولاد میں سے کسی کو فضیلتِ دین کی وجہ سے ترجیح دی جائے ہاں اگر دونوں برابر ہوں تو ان میں سے کسی کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔

(الخانیہ،2/290)

3 نیک کاموں میں مدد والدین کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کو نیک کاموں کی ترغیب دے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر ان کی مدد کریں جس طرح رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک اس باپ پر رحم فرمائے جو اپنی اولاد کی نیک کام پر مدد کرتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ،6/101، حدیث:1)

4 ادب سکھانا حدیثِ مبارکہ میں ہے: باپ پر اولاد کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اسے اچھی طرح ادب سکھائے۔

(دیکھئے: شعب الایمان،6/400، حدیث:8658)

5 ساتویں دن سے لے کر 16 سال کی عمر تک مختلف حقوق

بچے کا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا حلق کیا جائے (یعنی سر کے بال اتارے جائیں)۔ (دیکھئے: مصنف ابن ابی شیبہ،5/532، حدیث:1، 2) سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دے۔ (دیکھئے: اولاد کے حقوق، ص21) 10 سال کی عمر میں بستر الگ کر دے، اسی عمر میں مار کر نماز پڑھائے، جوان ہو جائے تو شادی کر دے، شادی میں قوم، دین، سیرت وصورت ملحوظ رکھے۔

(دیکھئے: اولاد کے حقوق، ص26)

پیارے اسلامی بھائیو! یہ اولاد ایک گرین شاخ کی طرح ہے جس کی سمت آدمی اپنی مرضی سے تبدیل کر سکتا ہے لیکن کچھ عرصہ بعد یہ ایک بانس کی صورت اختیار کر جائے گی جس کو سیدھا کرنے کی کوشش سے یہ ٹوٹ جائے گا اس کے علاوہ اگر ہم اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں گے اور انہیں نماز روزہ اور اس کے علاوہ دیگر احکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کا پابند بنائیں گے تو یہ اولاد دنیا میں بھی ہمارے لئے راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی اور ہمارے مرنے کے بعد بھی ہمارے لئے ایصالِ ثواب اور دُعائے خیر کر کے آخرت میں بھی بخشش کا سامان ہوگی۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ والدین کو اولاد کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ کے لئے موصول 335 مضامین کے مؤلفین

کراچی: محمد غوث چشتی، سمیع اللہ عطاری، حافظ محمد حنین قادری، محمد فہیم عزیز عطّاری، محمد اسماعیل عطاری، محمد جمال عطاری، محمد حمزہ رضا انصاری، محمد شعیب شیخ، محمد یوسف میاں برکاتی، محمد اویس۔ **اٹک:** محمد انیس، احمد مرتضیٰ عطاری، عادل خان، محمد اشفاق عطاری، محمد باسط عطاری مدنی۔ **رائیونڈ:** سید ندیم شاہ، عبد الحنان عطاری، عبد العلی مدنی، محمد زید عطّاری، محمد شایان، وقاص عطاری، جنید علی، حیدر علی، راشد علی، رضوان جامی، سراج الدین عطاری، سلمان عطّاری، طیب علی عطاری، عاطف عبد الغفور، عبد الحنان، فیصل احمد، کاشف علی بن نور محمد، محمد بلال ایوب، محمد جواد مشتاق، محمد حماد، محمد سفیان عطّاری، محمد شایان نوید، محمد طلحہ عطّاری، محمد عدیل آصف، محمد علی اصغر، محمد فیضان رحیم، محمد یاسر، مزمل حسین، ہمایوں عاشق۔ **سیالکوٹ:** ابو اجمل مدنی، حمزہ امجد، عاطف، فرحان علی۔ **قصور:** محمد ابو بکر، ارسلان علی عطاری، حبیب الرحمٰن عطاری، عبد الرحمٰن مصری، محمد بلال عطاری، محمد طیب عطاری۔ **لاہور:** سمیر قادری، محمد عارش رضا قادری، محمد مبشر رضا قادری، راشد علی، محمد انس، علی رضا بن نذر، محمد رضا، عدیل رمضان عطاری، محمد عدیل عطاری، محمد مدثر رضوی عطاری، محمد مزمل نقشبندی، محمد نعمان اقبال عطاری، محمود احمد، عبد الرحیم عطاری، احمد افتخار عطاری، حافظ محمد دانیال، خرم شہزاد، ریحان، زین العابدین، شرافت امین، طلحہ، عبد الحنان، عبد الشکور، علی رضا محمد حنیف، عمر جمال، فیضان علی عطاری، مجاہد علی، محمد ابو بکر رضا، محمد اکرام، محمد امجد عطاری، محمد بلال رضا، محمد تنویر عطاری، محمد سجاد علی نسیم، محمد سجاد اعجاز عطاری، محمد طاہر عطاری، محمد عاصم اقبال عطاری، محمد عزیر عطاری، محمد فہیم ندیم، محمد کامران شہزاد، محمد مدثر عطّاری، محمد یاسر رضا عطاری، مدثر علی عطّاری، وسیم، مبین ارشد، محمد بلال منظور، محمد قمر شہزاد عطاری، تنویر احمد عطاری، محمد عبد اللہ چشتی، ضمیر احمد رضا عطاری، محمد تیمور عطاری، کاشف علی عطّاری، صفی الرحمٰن عطاری، حافظ مبین ضمیر رضوی عطاری، ابو بکر محمد رشید، ابو بکر توقیر حسین عطاری، غلام فرید، احمد آصف، احمد حسن، احمد رضا شاہد، احمد رضا عطاری، احمد سبحانی، احمد رضا، احمد رضا رمضان، اسامہ سردار، اسد اللہ، اشہد رسول مدنی، اصغر علی عطّاری، اویس علی عطاری، آصف اللہ رکھا، آصف علی، جمیل عطاری، جنید یونس، حافظ مجاہد رضا قادری، حافظ محمد احمد عطاری، حافظ محمد حماس، حافظ محمد خضر، حافظ معراج محمد، حفیظ الرحمٰن، حماد رضا عطاری، حمزہ اشرف، حمن قادری، حیدر علی سلطانی، خرم شہزاد، ذوالفقار یوسف، ذیشان علی عطاری، زین علی، سانول عطاری، سعید الرحمٰن، سلمان علی، سید علی شاہ، شجاعت حسین عطّاری، شمس الرحمٰن، شہزاد احمد، صبیح اسد عطّاری، ضیاء المصطفیٰ، ظہور احمد عمرانی، عادل حشمت اللہ، عامر رضا، عامر فرید، عباس علی عطاری، عبد الرحمٰن امجد عطاری، عبد السبحان عطاری، عبد الحفیظ، عبد العظیم، عبد اللطیف، عبید الرحمٰن عطاری، عثمان، عرفان ساجد، عظمت فرید، علی اسحاق، علی اکبر مہروی، علی حسنین ارشد، علی حیدر عطاری، علی رضا عطاری، علی شان عطاری، عمر رضا، غلام محی الدین عطاری، غلام مصطفیٰ عطاری، فاحد علی، فاروق احمد، فرحان منیر، فیصل علی، قاری احمد رضا عطاری، قاسم علی، کاشف حسین، کاشف عطاری، کاشف بہاول بخش، کاشف علی عطاری قادری، کلیم اللہ چشتی عطاری، مبشر حسین، مبشر حسین عطاری، مبشر عبد الرزاق، مبشر عطاری، محمد ابو بکر عطاری، محمد ابو بکر مدنی، محمد احتشام، محمد احسان، محمد احسان عطّاری، محمد احمد، محمد احمد رضا، محمد احمد رضا عطاری، محمد احمد بن عاشق حسین، محمد اذعان، محمد ارسلان، محمد اسامہ عطاری، محمد اسجد نوید، محمد اسد جاوید، محمد اسد جاوید عطاری، محمد اللہ رکھا، محمد امجد عطاری، محمد انس، محمد اویس، محمد اویس عطاری، محمد آصف رضا، محمد آفتاب اعجاز، محمد بلال احمد، محمد بلال اسلم، محمد بن سجاد، محمد تنویر عطّاری، محمد ثاقب نعیم، محمد ثقلین امین حیدر، محمد جمشید عطاری، محمد جنید جاوید، محمد جنید اقبال عطاری، محمد حبیب سلطان، محمد حسن عطاری، محمد حسنین، محمد حسنین عطاری، محمد حنظلہ نورانی، محمد دانیال عطاری، محمد ذوالقرنین اشرف، محمد ذیشان رضا، محمد رضائے مصطفےٰ امین، محمد رمیز عطاری، محمد زاہد ملتانی، محمد زبیر، محمد زین عطاری، محمد سیف اللہ، محمد شاہد رسول، محمد شاہ زیب سلیم عطاری، محمد شعبان، محمد شعیب، محمد شکیل عطاری، محمد شہباز عطاری، محمد صبحان عطاری، محمد ضیاء اللہ، محمد عامر، محمد عبد اللہ امین، محمد عبد الرحمٰن عطاری، محمد عبد اللہ، محمد عبد اللہ خان، محمد عبد المعز عطاری، محمد عبید رضا عطاری، محمد عثمان، محمد عثمان عطاری، محمد عثمان قادری عطاری، محمد علی جواد، محمد علی حسنین، محمد عمر فاروق عطاری، محمد عمران، محمد عون رضا عطاری، محمد غوث چشتی، محمد فخر الحبیب نظامی، محمد فرحان مسعود، محمد فرقان علی، محمد فیصل رضوی، محمد فیصل فانی بدایونی، محمد فیضان حیدر، محمد کاشف، محمد مبین عطاری، محمد مبین علی، محمد متین، محمد محسن، محمد محسن امین، محمد محسن رضا عطاری، محمد محسن عطاری، محمد محسن علی، محمد معین عطاری، محمد منیب عطاری، محمد نادر علی عطاری، محمد ناصر، محمد نجف عطاری، محمد نعمان عطاری، محمد نعمان مصطفیٰ، محمد واجد، وقاص سمی محمد، وقاص اسلم، وقاص جمیل، محمد یاسر رضا عطّاری، محمد یاسر عطاری، محمد یعقوب، محمد یونس، محمد ارسلان رشید، مدثر علی عطاری، مزمل حسن خان، مسعود احمد عطاری، نظام الدین، نعمان احمد عطاری، نعمان مسعود، نگاہ علی شاہ، نور مصطفےٰ عطاری، وقاص عبد الغفور، یاسر عباس، یاسر عرفاد قادری، دانش علی، سید حسن عبد اللہ۔ **راولپنڈی:** امجد عالم، محمد عمر عظیم قادری۔ **متفرق شہر:** ثوبان (مظفر پورہ سیالکوٹ)، عبید رضا عطّاری (سرائے عالمگیر)، محمد شہریار ظفر عطّاری (گوجر خان)، فہد ریاض عطّاری (ملتان)، محمد عبد المبین عطّاری (فیصل آباد)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے فروری 2025ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لئے

مقابلہ نمبر: 60

01 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حرف "اَلَا" کے ساتھ تنبیہ فرمانا

02 مثالوں کی قرآنی حکمتیں

03 میت کے حقوق و احکام

+923012619734

صرف اسلامی بہنوں کے لئے

مقابلہ نمبر: 32

01 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اپنی رضاعی ماؤں سے محبت

02 اولاد بگڑنے کے اسباب

03 شوہر کی نافرمانی

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 نومبر 2024ء

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کیجئے

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

ایک شخص نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِی قَالَ: اُمُّكَ یعنی لوگوں میں سے میرے حسنِ سلوک کا زیادہ حق دار کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تیری ماں۔ (بخاری، 4/93، حدیث: 5971)

پیارے بچّو! ماں وہ ہستی ہے جو اپنے بچّوں کے لئے بغیر کسی دنیاوی لالچ کے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے، ماں کی خدمت اور اس کے ساتھ بھلائی اور اچھا سلوک کرنے سے اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم راضی ہوتے ہیں، ماں کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

اگر کوئی اپنی والدہ کی نافرمانی کرے اور اس کا دل دکھنے کی صورت میں ماں نے بد دعا دی تو وہ بھی قبول ہوتی ہے۔

بعض بچے اپنی امّی کی بات نہیں مانتے، ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے، اپنی امّی جان سے بات کرتے ہوئے بد تمیزی والا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

جبکہ یہی بچے اپنے دوستوں کے ساتھ بہت خوش رہتے ہیں، دوسرے لوگوں کے ساتھ بڑے اچھے انداز میں بات کرتے اور جواب دیتے ہیں، ایسے بچّوں کو اس حدیثِ پاک پر ضرور غور کرنا چاہئے کہ لوگوں میں سے سب زیادہ اچھے سلوک کی حقدار ماں ہوتی ہے۔

چنانچہ بچّوں کو چاہئے کہ اپنی امی کے ساتھ اچھے انداز میں پیش آئیں، وہ جو کام کہیں فوراً کر دیا کریں، جو چیز کھانے سے منع کریں اس سے باز آئیں، ہو سکے تو روزانہ امی کے پاؤں دبائیں اور ہاتھ بھی چوما کریں۔ یوں ہمیشہ اپنی والدہ کی خدمت کرتے رہیں اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔

اللہ پاک ہمیں اپنی والدہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں خوب بارش ہوئی، یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کے آس پاس کافی پانی جمع ہوگیا اور لوگوں کے لئے چلنا پھرنا اور طواف کرنا مشکل ہوگیا۔ اس وقت ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارش کے پانی میں تیرنا شروع کر دیا اور تیرتے ہوئے اپنا طواف مکمل کیا۔ (موسوعہ ابن ابی الدنیا، 8/423)

پیارے بچّو! آپ کو معلوم ہے یہ پیارے صحابیِ رسول کون تھے؟ جی ہاں یہ صحابیِ رسول "حضرت عبد اللہ بن زبیر" رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے لعابِ دہن (یعنی تھوک مبارک) سے گھٹی دی اور "عبد اللہ" نام تجویز فرمایا۔ (الزرقانی علی المواہب، 2/356) اسلامی سال کے پانچویں مہینے "جمادی الاولیٰ" میں آپ رضی اللہ عنہ کا عُرس ہے۔

پیارے بچّو! آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر مضمون میں بیان کئے گئے پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظِ "مکہ" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کئے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 طواف 2 صحابی 3 زبیر 4 گھٹی 5 لعاب دہن۔

ر	و	ز	ی	ن	ع	ہ	ز	م
ا	ط	و	ا	ف	ش	و	ل	ب
ع	ب	ع	ق	ج	ن	د	ع	ج
ص	ر	ن	م	ک	ہ	ی	ا	د
ح	ا	ج	ش	و	ا	ب	ب	ہ
ا	م	گ	ھ	ٹ	ی	س	د	ر
ب	ح	م	د	ف	ع	ی	ہ	د
ی	ر	ا	ن	ب	ر	ی	ن	ع
ج	ع	ز	ب	ی	ر	ذ	ک	ا

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث:8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنٰی	نسبت
محمد	سعید	خوش نصیب	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	عمر	زندگی	مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نام
محمد	ذَکوان	ذہین	صحابیِ رسول کا بابرکت نام

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
شہر بانو	شہر کی سردار	نواسۂ رسول حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا نام
رُقیقہ	نرم دل	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
مُطیعہ	فرمانبردار خاتون	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچّوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

1 ماں کی دعا اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہے۔ 2 بیتُ اللہ شریف کے آس پاس کافی پانی جمع ہو گیا۔ 3 کھجوریں اللہ پاک کی راہ میں خرچ کیں 4 بابا جان پاکستان پوسٹ آفس میں نوکری کرتے ہیں۔ 5 جب دوسروں کو فائدہ پہنچانا اپنے بس میں ہو تو ضرور فائدہ پہنچانا چاہئے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: جنگِ موتہ کب ہوئی تھی؟

سوال 02: وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے بارش کے پانی میں تیر کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا تھا؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923012619734 پر واٹس ایپ کیجئے › 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

جواب دیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2024ء کے سلسلہ "جواب دیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ محمد امیر عطّاریہ (خوشاب)، محمد میلاد رضا عطّاری (نواب شاہ)، میزاب رضا عطّاری (فیصل آباد)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات (1) انصاف کرنے والا عادل بادشاہ (2) حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام

بنتِ قطب الدین (رحیم یار خان) ❁ محمد ابو بکر (واہ کینٹ) ❁ بنتِ محمد یار (دیپال پور، اوکاڑہ) ❁ محمد عبد اللہ (ظفروال) ❁ بنتِ لیاقت علی (قصور) ❁ محمد عیان (گوجرانوالہ) ❁ فیصل رضا (کراچی) ❁ بنتِ یوسف (اوکاڑہ) ❁ بنتِ نصیر مجید (فیصل آباد) ❁ بنتِ نعیم فاروق (سیالکوٹ) ❁ بنتِ نذیر احمد عطّاریہ (وزیر آباد)۔

جملے تلاش کیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ ستمبر 2024ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ طاہر عباس (میانوالی)، محمد حذیفہ (خوشاب)، بنتِ لیاقت علی (قصور)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات (1) محبتِ رسول کے تقاضے، ص 55 (2) 7 ستمبر یومِ تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت، ص 57 (3) 7 ستمبر یومِ تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت، ص 56 (4) حروف ملائیے، ص 58 (5) شجر و حجر دیوار و در میں بدل گئے، ص 60۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام

اُمِّ خدیجہ (کراچی) ❁ محمد یوسف (لاڑکانہ، سندھ) ❁ بنتِ منیر (سمندری) ❁ میلاد رضا عطّاری (نواب شاہ) ❁ بنتِ برکات (سرائے عالمگیر، جہلم) ❁ بنتِ خضر حیات (بھکر) ❁ بنتِ سعید احمد (ملتان) ❁ طارق (فیصل آباد) ❁ محمد یوسف (لاڑکانہ، سندھ) ❁ بنتِ نصیر (فیصل آباد) ❁ اشفاق عطّاری (کراچی) ❁ مجاہد علی (گوجرانوالہ)۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 نومبر 2024ء)

نام مع ولدیت:________ عمر:____ مکمل پتا:________

موبائل/واٹس ایپ نمبر:________ (1) مضمون کا نام:________ صفحہ نمبر:____

(2) مضمون کا نام:________ صفحہ نمبر:____ (3) مضمون کا نام:________ صفحہ نمبر:____

(4) مضمون کا نام:________ صفحہ نمبر:____ (5) مضمون کا نام:________ صفحہ نمبر:____

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جنوری 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھئے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 نومبر 2024ء)

جواب 1:........ جواب 2:........

نام:........ ولدیت:........ موبائل/واٹس ایپ نمبر:........

مکمل پتا:________

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان جنوری 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

آخری نبی کا پیارا معجزہ

توشہ دان کبھی خالی نہ ہوا

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کئی معجزات ایسے بھی تھے کہ آپ کے وصالِ ظاہری کے سالوں بعد تک بھی آپ کے پیارے صحابہ کو ان کے فائدے اور برکتیں نصیب ہوتی رہیں، انہی میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کے توشہ دان[1] سے تعلق رکھنے والا معجزہ بھی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوا اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ان میں اللہ پاک سے برکت کی دُعا فرما دیجئے۔ حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اکٹھا کیا اور میرے لئے ان میں دعائے برکت فرمائی پھر مجھ سے فرمایا: لو یہ اپنے توشہ دان میں رکھ لو، اس میں سے جب بھی لینا چاہو تو اپنا ہاتھ ڈال کر لے لینا لیکن اِسے جھاڑنا مت۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں) میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے اتنے (یعنی کئی) وَسق[2] کھجوریں اللہ پاک کی راہ میں خرچ کیں پھر ہم خود بھی اس میں سے کھاتے اور دوسروں کو کھلایا کرتے۔ وہ توشہ دان میری کمر سے کبھی جُدا نہ ہوتا تھا، یہاں تک کہ جس دن حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ شہید ہوئے تو وہ مجھ سے کہیں گر گیا۔[3]

اس بابرکت توشہ دان کا کھو جانا حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کے لئے اتنا بڑا غم تھا کہ ان دنوں آپ یہ شعر کہا کرتے:

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَلِي هَمَّانِ بَيْنَهُم
هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّيْخِ عُثْمَانَا

لوگوں کے لئے ایک غم ہے اور ان کے درمیان میرے لئے دو غم ہیں، توشہ دان گُم ہونے کا غم اور حضرت عثمان کی جدائی کا غم۔[4]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصال کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کی شہادت تقریباً پچیس سال بعد ہوئی جبکہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دُعائے برکت اپنی حیاتِ مبارکہ میں دی تھی لہٰذا 25 سال یعنی 300 ماہ سے زیادہ عرصہ تک اس توشہ دان سے کھجوروں کا ختم نہ ہونا، مسلسل حاصل ہونا یقیناً حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بہت زبردست معجزہ تھا وہ یوں کہ اس توشہ دان کا ہمیشہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ کی کمر سے بندھا رہنا ظاہر کرتا ہے صرف ایک آدھ کلو کھجوریں ہوں گی کیونکہ کمر پر ہر وقت باندھے رکھنے والا سامان عام طور پر اتنے ہی وزن کا ہوتا ہے مگر اس کے باوجود آپ رضی اللہُ عنہ نے خود کھانے اور دوسروں کو کھلانے کے علاوہ کئی مَن راہِ خدا میں بھی خیرات کئے۔

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس معجزے سے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

چند چیزیں سمجھ آتی ہیں:

❁ برکت یہ ہے کہ چیز تھوڑی ہو مگر وہ اور اس کا فائدہ ہمیشہ یا پھر دیر تک باقی رہے۔

❁ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی بارگاہ میں آنے والے کی درخواست قبول فرماتے اور آرزو پوری کیا کرتے تھے۔

❁ سچی عقیدت والوں کو چاہئے کہ چیزوں کی ظاہری مقدار کو دیکھنے کے بجائے اللہ والوں کی دعاؤں اور برکتوں پر یقین رکھیں۔

❁ اللہ پاک کا قرب رکھنے والوں کی زبان سے نکلنے والی دُعا بابرکت اور مستجاب (قبول) ہوتی ہے۔

❁ اگر کوئی اپنی مرادیں نبیوں یا ولیوں سے جاکر مانگے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ حضرات بھی اللہ سے مانگ کر مجھے دیں گے تو ایسا کرنا شرک و گناہ نہیں بلکہ جائز و فائدہ مند ہے، فائدہ مند اس لئے کہ یہ اللہ پاک کے خاص دوست ہوتے ہیں، اللہ پاک کی بارگاہ سے ان کا ہمارے لئے مانگنا، ہمارے اپنے لئے مانگنے سے زیادہ جلدی قبول ہوتا ہے۔

❁ جب دوسروں کو فائدہ پہنچانا اپنے بس میں ہو تو ضرور فائدہ پہنچانا چاہئے۔

❁ جسے اللہ پاک نوازے اسے چاہئے کہ اللہ پاک کے عطا کئے ہوئے میں سے اس کی راہ میں ضرور خرچ کرے، نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ راہِ خدا میں دینے سے درحقیقت مال بڑھتا ہے۔

❁ بابرکت چیز کی مقدار کے بارے میں سوچنے، اندازہ لگانے یا اسے ناپنے تولنے سے گریز کرنا چاہئے کیونکہ یہ سب چیزیں توکل و بھروسے کے خلاف ہیں، اس لئے یہ سب کرنے کے بجائے اللہ پاک پر توکل و بھروسا رکھتے ہوئے اس بابرکت چیز سے خوشی خوشی فائدہ اٹھاتے رہنا چاہئے۔

---

(1) سفر میں کھانے پینے کا سامان رکھنے والے تھیلے یا برتن کو "توشہ دان" کہتے ہیں، جیسا کہ آج کل ٹفن وغیرہ۔ (2) ایک وَسق چھ مَن تیس سیر کا ہوتا ہے۔ (3) دیکھئے: ترمذی، 5/454، حدیث: 3865- مسند احمد، 14/276، حدیث: 8628- مراٰۃ المناجیح، 8/253 (4) شرح مصابیح السنۃ، 6/367۔

کلاس روم

نیا طالب علم

مولانا حیدر علی مَدَنی*

کلاس روم میں داخل ہوتے ہی سر بلال کی نگاہ پہلی قطار میں موجود ایک نئے چہرے پر پڑی تو لمحہ بھر کو ان کے چہرے پر اجنبیت کے آثار اُبھرے لیکن پھر آگے بڑھ کر معمول کے مطابق بچوں سے سلام دعا کرنے اور حال احوال پوچھنے کے بعد اپنی کرسی پر بیٹھ کر نئے بچے سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا: بیٹا ہم سب آپ کو اس کلاس میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ جس کا جواب نئے طالبِ علم نے مسکراہٹ کے ساتھ شکریہ کہتے ہوئے دیا۔

سر بلال: بیٹا کیا آپ اپنا تعارف کروانا پسند کریں گے؟

سر میرا نام ثوبان علی ہے، نئے طالب علم نے بیٹھے بیٹھے ہی کہنا شروع کیا لیکن پھر کلاس مانیٹر محمد معاویہ کے اشارہ کرنے پر کھڑے ہو گئے۔

سر بلال: کوئی بات نہیں معاویہ بیٹا! ابھی یہ نئے ہیں آہستہ آہستہ سیکھ جائیں گے پھر ثوبان کی طرف رخ پھیرا: دراصل

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

ہماری کلاس میں جس بچے نے ٹیچر یا کلاس سے کوئی گفتگو کرنی ہو تو کھڑا ہو کر کرتا ہے تا کہ سب کو پتا بھی چل جائے کون بات کر رہا ہے اور آواز بھی سب تک آسانی سے پہنچ جائے اور اس کا ایک اور فائدہ بھی ہے کہ بچے ایک دوسرے کی بات بھی نہیں کاٹتے۔ بہر حال آپ کا نام تو بہت پیارا ہے ماشآءَ اللہ۔

ثوبان علی: جی شکریہ سر، امی بتاتی ہیں کہ میرے دادا جان نے یہ نام رکھا تھا کسی بزرگ کے نام پر۔ اس بات پر کلاس کے کافی بچوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرانی سے دیکھا لیکن سر کے احترام میں خاموش رہے۔ سر میرے بابا جان ڈاک خانے میں جاب کرتے ہیں تو ان کا ٹرانسفر اس شہر میں ہو گیا لہٰذا ہمیں یہاں گھر لینا پڑا ہے۔

سر بلال: زبردست، آپ کے بابا جان پاکستان پوسٹ آفس میں نوکری کرتے ہیں پھر تو کبھی آپ سے ہم سنیں گے کہ ڈاکخانے میں کیا کیا ہوتا ہے، چلیں بیٹھ جائیں شاباش۔

جی ضرور سر، شکریہ کہتے ہوئے ثوبان علی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو درمیانی قطار سے ایک بچے نے کھڑے ہو کر سر کی اجازت سے کہنا شروع کیا: سر! ثوبان نامی کون سے بزرگ تھے، ہم نے تو کبھی اس نام کے بزرگ نہیں سنے؟

سر بلال نے نظر اٹھا کر سامنے دیوار پر لگی گھڑی پر وقت دیکھا تو ابھی پیریڈ ختم ہونے میں کچھ وقت تھا ویسے بھی آج جمعہ کا بابرکت دن تھا جس روز انہوں نے پرنسپل صاحب سے مشاورت کے بعد یہ روٹین بنا رکھی تھی کہ اس دن کتاب کا سبق نہیں ہو گا بلکہ کسی بھی ایک مفید ٹاپک پر گفتگو ہو گی اور یوں بچے باتوں ہی باتوں میں زندگی کا کوئی سبق سیکھ کر جائیں گے: ارے بچو! ثوبان کی بات پر حیران ہونے والی کیا بات ہے، ثوبان تو ہمارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بہت ہی پیارے صحابی کا نام تھا چلیں صحابیِ رسول حضرت ثوبان رضی اللہُ عنہ کا ذکر چل ہی پڑا ہے تو آپ کو ان کا ایک واقعہ سناتا ہوں:

ایک دن حضرت ثوبان رضی اللہُ عنہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ان کا چہرہ اُترا ہوا اور رنگ اُڑا ہوا تھا۔ ہمارے پیارے نبی جو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے ان سے بھلا اپنے پیارے صحابی کی یہ افسردگی کیسے دیکھی جاتی، تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ثوبان کی اس حالت کی وجہ پوچھی۔ حضرت ثوبان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! نہ کوئی جسمانی تکلیف ہے اور نہ کہیں درد۔ بات یہ ہے کہ جب یہاں آپ دکھائی نہیں دیتے تو مجھے انتہا درجے کی وحشت و پریشانی ہونے لگتی ہے تو میں آپ کی بارگاہ میں شرفِ ملاقات کو حاضر ہو جاتا ہوں، مگر جب آخرت کو یاد کرتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں آپ کا دیدار نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ آپ انبیائے کرام کے ساتھ بلند مقام پر فائز ہوں گے اگر میں جنت میں داخل ہو گیا تو آپ کے مرتبے سے کم مرتبے پر رہوں گا اور اگر جنت میں نہ جاسکا تو پھر کبھی بھی آپ کی زیارت سے مستفیض نہ ہو سکوں گا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ ماجرا سن کر خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ حضرت جبریل امین یہ خوشخبری لے کر آئے: (ترجمۂ کنزالعرفان) اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

(دیکھئے: مواہب لدنیہ، 3/478)

تو بچو اب آپ جان گئے ہوں گے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کون سے بزرگ تھے لیکن واقعہ سے ملنے والا یہ سبق بھی یاد رکھیے گا کہ جنت میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ چاہئے تو دنیا میں سب سے زیادہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کی جائے اور آپ کی سنتوں پر عمل کیا جائے یقیناً یہ جہاں بھی سنور جائے گا اور اگلا جہاں بھی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں ناں!

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

بیٹیوں کی تربیت

بیٹیوں کو موبائل سے بچائیں

اُمِّ میلاد عطاریہ*

موبائل فون کے فائدے کسی سے ڈھکے چھپے نہیں مگر اس کے نقصانات بھی بہت ہیں۔ اس کا بے جا استعمال وقت ضائع کرنے کا بڑا سبب ہے۔ مہنگے موبائل فون اب حیثیت کی علامت (Status Symbol) بن چکے ہیں۔ نئے اور مہنگے موبائل فون خریدنا اور استعمال کرنا فیشن کا نیا رجحان ہے۔ موبائل فون کی اس دوڑ میں بچیاں اور خواتین بھی پیچھے نہیں ہیں۔

موبائل فون کے باعث خواتین کی گھریلو زندگی تباہ ہو رہی ہے، بچیوں میں شرم و حیا اور نسوانی ہچکچاہٹ ختم ہو رہی ہے۔ بچیوں میں گھرداری سیکھنے کا رجحان ختم ہو رہا ہے۔ یہ انتہائی قابلِ افسوس اور خطرناک صورتِ حال ہے۔ بچیوں میں یہ خامیاں پیدا ہونے کا سیدھا سیدھا مطلب ان کے مستقبل یعنی ازدواجی اور گھریلو زندگی کا داؤ پر لگ جانا ہے۔

ان حالات میں بہت ضروری ہے کہ بیٹیوں کی پرورش کے اس پہلو پر خاص توجہ دی جائے اور انہیں موبائل سے دور کرنے اور گھرداری سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

آپ کو بیٹیوں کو خود بھی سپورٹ کرنا ہو گا اس کے لئے آپ کو بھی موبائل کے غیر ضروری استعمال کو چھوڑنا ہو گا کیونکہ بیٹیاں جب دیکھتی ہیں کہ ان کے والدین بھی کثرت سے موبائل استعمال کر رہے ہیں تو ان کا اشتیاق بڑھنے لگتا ہے۔

جب بیٹیاں بارہ سال سے بڑی ہونے لگتی ہیں تو یہاں سے اُن کی تربیت کا خصوصی وقت شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً! اُمورِ خانہ داری سکھانا، سلائی کڑھائی سکھانا (اس کا شوق عموماً بچیوں کو ہوتا ہے کہ وہ اپنی گڑیوں کے کپڑے بناتی ہیں) اسی شوق کو ہوا دیتے ہوئے مائیں اپنی بیٹیوں کی سلائی، کڑھائی، بُنائی میں دلچسپی پیدا کر سکتی ہیں، بچیوں کو کپڑوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے دے کر انہیں سکھائیں، وہ اپنی گڑیوں (Dolls) کے کپڑے خود بنائیں گی تو خوش ہونگی پھر آہستہ آہستہ ان کا رجحان پیدا کریں کہ وہ اپنے لئے بھی یہ سیکھ کر بنانے کی کوشش کریں۔

اسی طرح ان کے فارغ وقت میں ان سے ڈرائنگ کروائیں، پھول بنوائیں، مہندی کے ڈیزائن بنانے میں لگائیں، یہ کام کرتے انہیں بوریت بھی نہیں ہو گی اور سیکھنے سکھانے کا سلسلہ بھی جاری رہے گا موبائل سے بھی چھٹکارا مل جائے گا۔

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

موبائل سے نجات کے لئے دستکاری کے علاوہ بچیوں کو کھانا پکانا سکھانا بھی مفید ہے، گھر کے کھانے پکانے میں اشیاء کا درست استعمال کرنا، اعتدال کے ساتھ استعمال کرنا کہ کھانا ضائع نہ ہو، بیٹی کچھ بنائے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنا تاکہ اگلی بار وہ مزید شوق سے پکائے اور اچھا پکانے کی کوشش کرے، اس بات کا بھی بالخصوص خیال رکھا جائے کہ یہ سب کام بیٹیوں کو زور زبردستی نہ کروائیں بلکہ یہ سب کچھ کرنے کے لئے ان کے اندر دلچسپی پیدا کریں تاکہ وہ شوق سے کریں بوجھ سمجھ کر نہ کریں، آج کل گھر کے کاموں کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے اس چیز سے بچنا چاہئے ایسے گھر میں ناچاقیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

موبائل کے ضروری اور بجا استعمال کی گنجائش رکھیں

بچیوں کو پڑھائی کے سلسلے میں موبائل کی ضرورت پڑے تو اس کی گنجائش رکھیں، مگر والدین یہ دھیان رکھیں کہ بچی موبائل کا غیر ضروری استعمال تو نہیں کر رہی؟ انہیں بالخصوص سوشل میڈیا کے استعمال سے بچائیں۔ بے جا ٹک ٹاک، فیس بک، انسٹا گرام وغیرہ کے اکاؤنٹ بنانا، گیمز وغیرہ موبائل میں انسٹال کر لینا یقیناً یہ غیر ضروری ہے اور سوشل میڈیا نے کتنے گھروں کو برباد کیا ہے یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، اس لئے ہر ماں یہ کوشش کرے کہ زیادہ سے زیادہ اپنی بیٹیوں کو موبائل کے استعمال سے بچائے۔

گھر کا ماحول خوشگوار اور مانوس رکھیں

اکثر بیٹیاں موبائل کی طرف اور سوشل میڈیا کی طرف بڑھتی ہی اس وجہ سے ہیں کہ انہیں شروع میں گھر سے اتنی توجہ نہیں ملی ہوتی، یا تو گھر کا ماحول ایسا ہوتا ہے کہ والدین آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں یا گھر کا ماحول ہی بے سکونی و بیزاریت والا، بے جا روک ٹوک، بے جا سختی والا، یا مار دھاڑ والا ہوتا ہے کیونکہ عموماً یہی باتیں بچیوں کی گھر سے بیزاریت کا سبب بنتی ہیں پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ماں باپ تو توجہ چاہتے ہیں مگر اولاد توجہ نہیں دیتی، اسی لئے ہمیں بچپن میں ہی اپنے بچوں کی ایسی تربیت کرنی ہے کہ انہیں موبائل کے بغیر جینا آئے، انہیں ضروری اور بے جا باتوں کا پتا ہو۔ یقیناً بیٹیاں نازک شیشیاں ہیں کہ ذرا سخت گرفت ہوئی تو ٹوٹ کر چکنا چور ہو جائیں گی، مائیں اپنی بیٹیوں کو زمانے کی سرد ہوا اور کالے بھیڑیوں سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں اپنی بیٹی کو بچپن سے ہی درست اور غلط کی پہچان اچھی طرح ذہن نشین کروائیں تاکہ وہ اس زمانے کے مکروفریب میں نہ پھنسے سوشل میڈیا اور موبائل فون کے ذریعے عشقِ مجازی کی وبا پھیلنے کے واقعات بہت عام ہیں، عُمُوماً آوارہ لڑکے نَفْسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے "ٹائم پاس" کرنے کی آڑ میں کسی نہ کسی طرح صِنفِ نازُک کا فون نمبر حاصل کرنے کے بعد یا فیس بک وغیرہ کے ذریعے ہی رابطہ قائم کرلیتے ہیں اور بعض اَوقات پہلا قدم صِنفِ نازُک ہی کی طرف سے اُٹھایا جاتا ہے، یُوں کچھ ہی عرصے میں اَجْنَبِیّت ختم ہو جاتی جو کہ سراسر نقصان دہ اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے لہٰذا ضروری استعمال کی اجازت بھلے ہی دی جائے مگر اس کی لَت نہ پڑنے دیں غیر ضروری استعمال پر سخت پہرا دیا جائے۔

سمجھدار بڑی بچیوں کو یہ بھی سمجھائیں کہ مجبوراً انجان یا غیر مَحْرم شخص سے ضروری بات کرتے ہوئے لہجہ کُرخْت اور اندازِ گفتگو روکھا ہی ہونا چاہئے۔ انہیں سمجھائیں کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی عزّت کا ہمیشہ مان اور پاس رکھیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں کہ خود کو اور گھر والوں کو شرمندہ ہونا پڑے۔

اللہ پاک ہماری بیٹیوں کو روشن مستقبل اور دین و دنیا کی کامیابی عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

عورت کو سلے ہوئے پاجامہ یا شلوار میں کفن دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ بعض خواتین یہ کہتی ہیں کہ عورت کے کفن میں اس کو سلا ہوا پاجامہ یا شلوار دینی چاہئے۔ اور وہ اس پر کافی زور دیتی ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد و عورت دونوں کی میت کے لئے ازار یعنی تہبند والی چادر ہی سنت ہے۔ لہٰذا عورت کی میت کو بھی سلا ہوا پاجامہ یا شلوار پہنانا خلافِ سنت ہے۔ بالخصوص عورت کے کفن کے متعلق سنت طریقہ جو حدیثِ پاک سے ثابت ہے اس کے مطابق عورت کے کفن میں سلی ہوئی شلوار شامل نہیں ہے بلکہ تہبند یعنی بغیر سلی چادر ہے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی ایک شہزادی محترمہ کی وفات پر غسل دینے والی خواتین کو کفن کے کپڑے خود ایک ایک کر کے پکڑائے اور یہ پانچ کپڑے تھے لیکن اس میں سلی ہوئی شلوار نہیں تھی۔ اور ان پانچ کپڑوں میں سب سے پہلے اپنا تہبند شریف بطورِ تبرک عطا فرمایا اور غسل دینے والی خواتین کو فرمایا کہ یہ والی چادر ان کے جسم کے ساتھ متصل رکھیں۔

میت کو شلوار نہ پہنانے کی وجہ علماء نے یہ بیان کی ہے کہ زندہ شخص شلوار اس لئے پہنتا ہے کہ چلنے پھرنے اور کام کاج کے وقت اس کا سَتَر (یعنی مرد و عورت کا وہ مقام جسے چھپانا واجب ہے وہ) نہ کھلے لیکن میت کے لئے ایسا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا کیونکہ اس نے چلنا نہیں ہوتا اس لئے میت کو شلوار کی حاجت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زندہ انسان تہبند نیچے اور قمیص اوپر رکھتا ہے تاکہ اس کو چلنے میں سہولت رہے اور میت نے چونکہ چلنا نہیں اس لئے اس کی قمیص نیچے اور ازار (تہبند) کی چادر اس سے اوپر ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے میت کو جو قمیص پہنائی جاتی ہے اس کی آستینیں نہیں رکھی جاتی اور اس کی قمیص کو پہلوؤں کی جانب سے سلائی نہیں کیا جاتا کیونکہ زندہ انسان کو تو اپنے لباس میں اس کی حاجت ہوتی ہے جبکہ میت کو اس کی حاجت نہیں ہوتی۔

خلاصہ یہ کہ میت اگر عورت ہو تو اسے بھی سنت کے مطابق کفن دینا چاہیے اور اس میں سلی ہوئی شلوار نہیں پہنانی چاہئے۔ جو لوگ سلا ہوا پاجامہ یا شلوار پہنانے پر زور دیتے ہیں وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے سنت و طریقۂ مسلمین کی مخالفت کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس سے باز آئیں اور علماء کرام نے جو شریعت کے احکام و مسائل بیان فرمائے ہیں ان کو تسلیم کر کے ان پر عمل کریں۔ اسی میں ہماری کامیابی ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* شیخ الحدیث و مفتی دار الافتاء اہلِ سنّت، لاہور

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا عمر فیاض عطّاری مدنی*

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام کورنگی میں عظیمُ الشان اجتماع ہزاروں عاشقانِ رسول کی شرکت

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام یکم ستمبر 2024ء کو مرکزی عید گاہ گراؤنڈ کورنگی ساڑھے 3 نمبر میں عظیمُ الشان اجتماع منعقد کیا گیا۔ اجتماع میں کراچی بھر سے بڑی تعداد میں عاشقانِ رسول نے شرکت کی جبکہ لاکھوں عاشقانِ رسول مدنی چینل کے ذریعے اجتماع میں گھر بیٹھے شریک ہوئے۔ تلاوت و نعت کے بعد نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے **"رسولُ اللہ** صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اُسوۂ حسنہ" کے موضوع پر خصوصی بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان جس ملک میں بھی رہیں کردارِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فالو کریں، اپنے کردار کو ہمیشہ ستھرا رکھیں۔ جھوٹ نہ بولیں، دھوکا نہ دیں، بددیانتی نہ کریں، امانت ادا کریں، وعدہ پورا کریں، شرافت کے ساتھ جیئیں، اللہ پاک نے چاہا تو اس کی برکت سے غیر مسلم بھی دین کے قریب آئیں گے۔ نگرانِ شوریٰ نے تاجدارِ ختمِ نبوت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری نبی ہونے کے متعلق روایات بیان کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ ختمِ نبوت ہر ایک مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے جس پر کوئی کمپرومائز نہیں۔ اجتماع کے آخر میں نگرانِ شوریٰ نے دعا کروائی جبکہ صلوٰۃ و سلام پر یہ عظیمُ الشان اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

ہیوسٹن امریکا میں Graduation Ceremony کا انعقاد

امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر ہیوسٹن میں 4 اگست 2024ء کو جامعۃُ المدینہ کے تحت "Graduation Ceremony" کا انعقاد کیا گیا۔ تقریب میں شیخُ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے **"علم اور علما کی اہمیت و فضیلت"** پر خصوصی بیان کیا۔ اس موقع پر بذریعہ ویڈیو لنک نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے بھی نیکی کی دعوت دی اور فارغُ التحصیل ہونے والے طلبۂ کرام کو مبارکباد پیش کی۔ تقریب میں طلبہ نے عربی و انگلش میں بیانات کئے۔ اختتام پر مفتی محمد قاسم عطاری نے جامعۃُ المدینہ سے گریجویٹ ہونے والے 8 مدنی علمائے کرام کے سروں پر دستار سجائی اور انہیں سرٹیفکیٹس بھی دیئے۔

برمنگھم UK میں تقسیمِ اسناد اجتماع کا انعقاد ناظرہ قراٰنِ کریم مکمل کرنے والے 79 بچوں کو اسناد دی گئیں

دعوتِ اسلامی کے تحت سال 2024ء میں اب تک برمنگھم UK کے 79 بچوں نے ناظرہ قراٰنِ پاک مکمل کرلیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق 20 اگست 2024ء کو Birmingham, UK میں قائم مدرسۃُ المدینہ کی 4 برانچز سے قراٰنِ کریم ناظرہ مکمل کرنے والے 79 بچوں کے لئے تقسیمِ اسناد اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی خالد عطاری، سیّد فضیل رضا عطاری (Head of Wales & FGRF UK)، سیّد عمار عطاری (Head of West Midlands Region UK)، حاجی حفیظ عطاری (Head of Madrasa-Tul-Madinah UK) اور دیگر اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ نے سنّتوں بھرا بیان کیا اور بچوں کو اسناد دیتے ہوئے اُن کے درمیان انعامات تقسیم کئے۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز"، کراچی

دعوتِ اسلامی کے مختلف دینی کاموں کی جھلکیاں

* جلالپور جٹاں پنجاب میں مدرسۃُ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر کا افتتاح ہوا۔ اس سلسلے میں افتتاحی تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی اظہر عطاری نے ”مدارس کی اہمیت“ پر سنّتوں بھرا بیان کیا۔ * شیخوپورہ پنجاب کے علاقے قلعہ ستار شاہ میں ”جامع مسجد رضیہ طفیل“ اور اس سے متصل ”مدرسۃُ المدینہ وجامعۃُ المدینہ“ کا افتتاح کیا گیا۔ اس موقع پر افتتاحی تقریب منعقد ہوئی، جس میں رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری نے سنّتوں بھرا بیان کیا۔ * پریس کلب میرپور خاص میں محفلِ نعت کا سلسلہ ہوا جس میں رکنِ شوریٰ حاجی محمد اظہر عطاری نے ”ذِکرُاللہ کے فضائل“ پر بیان کیا اور شرکا کو دعوتِ اسلامی کے دینی و فلاحی کاموں کا تعارف بھی پیش کیا۔ * شعبہ مدنی قافلہ کے تحت عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں 26 دن کا امیر مدنی قافلہ کورس ہوا جس میں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ کورس میں شریک عاشقانِ رسول کو 12 دینی کام، انفرادی کوشش اور علاقائی دورہ کا طریقہ سکھایا گیا۔ اختتامی نشست میں رکنِ شوریٰ حاجی سیّد لقمان عطاری نے امیرِ قافلہ اور مبلغ کو کیسا ہونا چاہئے؟ کے حوالے سے شرکا کی راہنمائی کی اور باطنی بیماریوں کے متعلق معلومات فراہم کی۔ * نمپولا، موزمبیق کی ڈسٹرکٹ Rapale میں دعوتِ اسلامی کے تحت سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں مقامی افریقن اسلامی بھائیوں سمیت ذمہ دار اسلامی بھائیوں کی کثیر تعداد میں شرکت ہوئی۔ نگرانِ نمپولا نے سنتوں بھرا بیان کیا جس کا مبلغِ دعوتِ اسلامی نے مقامی زبان میں خلاصہ بیان کیا۔ * نیویارک کے سٹی Bronx میں دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کا افتتاح کر دیا گیا۔ افتتاحی تقریب میں شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد قاسم عطاری مَدَّظِلُّہُ العالی نے سنّتوں بھرا بیان کیا جس میں انہوں نے حضور خاتم النبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کو واضح کیا۔ * مدنی مرکز فیضانِ مدینہ ڈھرکی سندھ میں شعبہ محبتیں بڑھاؤ کے تحت سنّتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں نئے پرانے ذمہ داران اور مقامی عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔ مرکزی مجلسِ شوریٰ کے رکن حاجی محمد امین عطاری نے سنّتوں بھرا بیان کرتے ہوئے وہاں موجود اسلامی بھائیوں کو دینی ماحول سے وابستہ رہنے اور 12 دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دلائی۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (اگست 2024ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے/ سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں، اگست 2024ء میں دیئے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: (1) نماز سے توجہ ہٹانے والی چیزیں: 28 لاکھ، 12 ہزار 164 (2) امیرِ اہلِ سنّت سے بدشگونی کے بارے میں 20 سوال جواب: 27 لاکھ، 97 ہزار 141 (3) کھانے میں برکت پانے کے طریقے: 30 لاکھ، 4 ہزار 915 (4) بڑھاپے میں یادِ خدا: 28 لاکھ، 75 ہزار 89۔

اگست 2024ء میں امیر اہل سنت کی جانب سے جاری کئے گئے پیغامات کی تفصیل

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے اگست 2024ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃُ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّاؔر“ کے ذریعے تقریباً 2867 پیغامات جاری فرمائے جن میں 443 تعزیت کے، 2243 عیادت کے جبکہ 181 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات کے ذریعے امیرِ اہلِ سنّت نے بیماروں سے عیادت کی، انہیں بیماری پر صبر کا ذہن دیا جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مغفرت اور بلندیِ درجات کی دعا کی۔

دعوتِ اسلامی کی تازہ ترین اپڈیٹس کے لئے وزٹ کیجئے
news.dawateislami.net

جمادی الاولیٰ کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
2 جُمادی الاُولیٰ 1286ھ	یومِ وِصال اعلیٰ حضرت کے داداجان حضرت علّامہ مفتی رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1438ھ
7 جُمادی الاُولیٰ 735ھ	یومِ عرس حضرت شاہ رُکنِ عالَم ابو الفتح رُکنُ الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1438ھ
8 جُمادی الاُولیٰ 1334ھ	یومِ وصال حضرت علّامہ وصی احمد محدثِ سُورتی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1439ھ
17 جُمادی الاُولیٰ 73ھ	یومِ شہادت صحابیِ رسول حضرت عبدُاللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1438ھ
17 جُمادی الاُولیٰ 1362ھ	یومِ وِصال شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حجۃُ الاسلام مفتی محمد حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1440ھ
19 جُمادی الاُولیٰ 911ھ	یومِ وِصال امام جلالُ الدّین عبدالرحمٰن سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1438ھ
27 جُمادی الاُولیٰ 73ھ	یومِ وِصال حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1438ھ
جُمادی الاُولیٰ 8ھ	جمادی الاُولیٰ 8ھ میں جنگِ موتہ رونما ہوئی جس میں صرف تین ہزار مسلمانوں نے دو لاکھ کفار سے مقابلہ کیا، اس جنگ میں حضرت جعفر طیار، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبدُ اللہ بن رَواحہ سمیت 12 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بہت سے کفار مارے گئے۔	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1442ھ
جُمادی الاُولیٰ 855ھ	وِصالِ مبارکہ حضرت شاہ یقیق بخاری نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ جُمادی الاُولیٰ 1439ھ

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

جوڑ پیدا کیجئے

اللہ

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار کسی نے تحفۃً قینچی (Scissors) پیش کی، فرمایا: میں کاٹنے والا نہیں بلکہ جوڑنے والا ہوں، مجھے سُوئی (Needle) دو۔

(دیکھئے: فیضانِ بابا فرید گنج شکر، ص 51 مکتبۃ المدینہ)

سُبْحٰنَ اللہ! کیا پیارا انداز ہے سمجھانے کا!

حضرت مولٰینا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تُو برائے وَصْل کردَن آمدی ــــــ نے برائے فَصْل کردَن آمدی

(یعنی تو توڑ پیدا کرنے کیلئے نہیں جوڑنے کیلئے دنیا میں آیا ہے۔)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

978-969-722-729-7
01130284